ایمانِ ابوطالب کے بارے میں مفصل بحث

شرحُ المطالب فی مبحثِ ابی طالب

(۱۳۱۶ھ)

امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ



اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

تصنیف

مجدد المائۃ الحاضرہ حامی سنن ماحی فتن حضرت مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب
قادری برکاتی بریلوی دام فیضہم القوی

مرکزی مجلس رضا، لاہور

باسمہ تعالیٰ

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

(سلسلہ اشاعت 31)

نام کتاب —— شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

موضوع —— عدم اسلام ابی طالب

تصنیف —— امام اہل سنت الشاہ محمد احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ —— حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہان پوری علیہ الرحمۃ

صفحات —— 80

تاریخ اشاعت —— رجب المرجب ۱۴۳۹ھ بمطابق اپریل ۲۰۱۸ء

شرف اشاعت —— مرکزی مجلس رضا لاہور

ہدیہ 80 روپے

ملنے کا پتا

دفتر مرکزی مجلس رضا

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 042-7225605

فہرست



مسئلہ از بدایوں ۴ ۱۲۹ھ بعبارت سوال وثانیا بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور قریب مسجد کانچ مرسلہ جماعت اہل سنّت ساکنانان احمد آباد۔ ۶ جمادی الاُولیٰ ۱۳۱۶ ہجری

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ زید ابوطالب کو کافر اور ابولہب و ابلیس کا مماثل کہتا ہے اور عمرو بدین دلائل اِس سے انکار کرتا ہے کہ اُنھوں نے جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت ونصرت وحمایت ومحبّت بدرجۂ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد لکھے حضور نے ان کے لیے استغفار فرمائی اور جامع الاصول میں ہے کہ اہل بیت کے نزدیک وُہ مسلمان مرے شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعادۃ میں فرمایا "کم از ان نباشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند وحرفِ نگہدارند"۔ اور مواہب لدنیہ میں ایک وصیت نامہ اُن کا بنام قریش منقول جو حرفاً حرفاً اُن کے اسلام پر شاہد اِن دونوں میں کون حق پر ہے اور ابو طالب کو مثل ابولہب وابلیس سمجھنا کیسا اور اُن کے کفر میں کوئی حدیث صحیح وارد ہوئی یا نہیں برتقدیر ثانی اُنھیں ضامن وکفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں بینوا بسند الکتاب توجروا من الملک الوھاب بیوم القیٰمۃ والحساب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم ربنا و لوجھک الحمد اَحق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد لک الحمد علیٰ ما ھدیت وعفوت وعافیت ومنحت و اولیت تبارکت و

خالیت سبحٰنک رب البیت مستجیرین بجمال وجهک الکریم من عذابک الالیم

شاهدین بان لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم انت العزیز الغالب لا یعجزک

هارب ولا یدرک ما منعت طالب ما علیک من واجب قدرت الاقدار وادرت الادوار

تثبت فی الاسفار ما انت کاتب یعمل عامل بعمل الجنان فیظن الظان من الانس و

الجان ان سید خلها وکان قد کان فیغلبه الکتاب فاذا هو خائب ویفعل فاعل

فعال النیران فیحسب الحیران ومن طلع علیه النیران ان سیوردها وکان

ندمان فیدرکه القدر فاذا هو تائب ارسلت خیر خلقک وسراج افقک محمدا

لمبعوث بیسرک ورفقک بشیرا ونذیرا وسراجا منیرا املأ ضوءه المشارق و

المغارب وعم نوره الاباعد والاقارب وحرم بقرب حضرته من حضرة قربه

ابوطالب فلک الحجة السامیة صل علی محمد صلاة نامیة وعلی آله وصحبه

واهله وحزبه صلاة ترضیک وترضیه وتحفظ المصلی عما یردیه وبارک وسلم

ابدا ابدا والحمد لله دائما سرمدا آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

الجواب اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سید المرسلین سید الاولین و الآخرین سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم الی یوم القرار کی حفظ وحمایت و کفالت ونصرت میں مصروف رہے اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمنِ جان ہو گیا تھا اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبوں سے مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑ دینا قبول کیا کوئی دقیقہ غمگساری وجاں نثاری کا نامرعی نہ رکھا اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اُن پر ایمان لانے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے بنی ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے نعت شریف میں قصائد اُن سے منقول اور اُن میں براہِ فراست وہ امور ذکر کیے کہ اُس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے بعد بعثت شریف اُن کا ظہور ہوا یہ سب احوال مطالعہ احادیث ومراجعت کتب سیر سے ظاہر ایک شعر اُن کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی ہے

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامٰی عصمة للارامل

وہ گورے رنگ والے جن کے روئے روشن کے توسل سے مینہ برستا ہے یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد بن اسحٰق تابعی صاحبِ سیر ومغازی نے یہ قصیدہ بتمامہا نقل کیا جس میں ایک سو دس بیتیں مدح جلیل ولغت منیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ شرح صراط مستقیم میں اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں، دلالت دارد بر کمال محبت ونہایت معرفت نبوت او انتہیٰ مگر مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال واقوال اُن سے حالتِ اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ ظاہرا سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاعمام حضور افضل الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والسلام کہلائے جاتے تقدیرِ الٰہی نے بر بنا اُس حکمت کے جسے وہ جانے یا اُس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُنھیں گروہِ مسلمین وغلامانِ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار صرف معرفت گو کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں دانستن وشناختن اور چیز ہے اور اذعان و گرویدن اور کم کافر تھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم از علمائے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے حتیٰ کہ یہ امر اُن کے نزدیک کالعیان سے بھی زاید تھا معاینہ میں بصر غلطی بھی کرتی ہے اور یہاں کسی طرح کا شبہہ واحتمال نہ تھا قال جل وعلا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وقال عز من قائل فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنة اللہ علی الکٰفرین و قال جل ذکرہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰیة والانجیل بعض کور چشم بدباطن وہابیہ عصر کہ اس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں حضور کا ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیوں نہ لاتے نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا ورسول کی تکذیب اور یہود ونصاریٰ کی حمایت وتصدیق کرنے والے ہیں اعوذ باللہ من وسواس الشیطٰن شرح عقاید نسفی میں ہے لیست حقیقة التصدیق ان تقع فی القلب نسبة الصدق الی الخبر والمخبر من غیر اذعان وقبول بل ھو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع علیہ اسم التسلیم علی ما صرح

بہ الامام الغزالی اسی میں ہے بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ھو المعرفۃ واطبق علماؤنا علیٰ فسادہ لان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما کانوا یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم بعدم التصدیق ولان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وانما کان ینکر عناداً او استکبارا قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم محقق دوانی شرح عقاید عضدی میں فرماتے ہیں التلفظ بکلمتی الشہادتین مع القدرۃ علیہ شرط فمن اخل بہ فہو کافر مخلد فی النار ولا تنفعہ المعرفۃ القلبیۃ من غیر اذعان وقبول فان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وکان انکارہ عنادا واستکبارا کما قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا ۔ آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ متوافرہ متظافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دمِ واپسیں ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس میں کسی سُنّی کو مجالِ دم زدن نہیں ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں۔

فصل اوّل

آیات قرآنیہ آیت اولیٰ قال اللہ تبارک وتعالیٰ:

انک لا تھدی من احببت ولکن	اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست
اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم	رکھو ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے
بالمھتدین ہ	وہ خوب جانتا ہے جو راہ پانے والے ہیں۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیہ کریمہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

معالم التنزیل میں ہے: نزلت فی ابی طالب۔

جلالین میں ہے: نزل فی حرصہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ ایمان عمہ ابیطالب۔

مدارک التنزیل میں ہے: قال الزجاج اجمع المفسرون انہا نزلت فی ابیطالب۔

کشاف زمخشری وتفسیر کبیر میں ہے: قال الزجاج اجمع المسلمون انہا نزلت فی ابی طالب۔

امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں: اجمع المفسرون

علیٰ انما نزلت فی ابی طالب وکذا نقل اجماعھم علیٰ ھٰذا الزجاج وغیرہ۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے: لقولہ تعالیٰ فی حقہ باتفاق المفسرین انک لا تھدی من احببت۔

حدیث اوّل صحیح حدیث میں اس آیہ کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا صاف انکار کیا اور کہا مجھے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہوگیا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا اس پر رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ اتاری یعنی اے حبیب! تم اس کا غم نہ کرو تم اپنا منصبِ تبلیغ ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں نورِ ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزّ وجل کے اختیار ہے اور اُسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا کسے محروم رکھے گا۔

صحیح مسلم شریف کتاب الایمان وجامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ (زاد مسلم فی اخری عند الموت) قل لا الہ الا اللہ اشہد لک بہا یوم القیٰمۃ قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علیٰ ذٰلک الجزع لاقررت عینک فانزل اللہ عزوجل انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔

معالم ومدارک وبیضاوی وارشاد العقل السلیم وخازن وفتوحات الٰہیہ وغیرہا تفاسیر میں اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ثانیہ قال جل جلالہ:

ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان	روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا	استغفار کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ وہ
اولی قربی من بعد ما تبین لھم	اپنے قرابت والے ہوں بعد اس کے
انھم اصحٰب الجحیم۔	کہ اُن پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکتی آگ میں جانے والے ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

تفسیر امام نسفی میں ہے: ھم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ماکان للنبی۔

جلالین میں ہے: نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعمہ ابی طالب۔

امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: قال الواحدی سمعت اباعثمان الحیری سمعت ابا الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحٰق الزجاج یقول فی ھذہ الآیۃ اجمع المفسرون انھا نزلت فی ابی طالب یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں بسند خود ابو اسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اُتری۔

اقول ھکذا اثرہ ھھنا والمعروف من الزجاج قولہ ھٰذا فی الایۃ الاولی کما سمعت والمذکور ھھنا فی المعالم وغیرھا ان الایۃ مختلف فی سبب نزولھا فلیراجع تفسیر الواحدی فلعلہ اراد اتفاق الاکثرین ولم یلق للخلاف بالا لکونہ خلاف ما ثبت فی الصحیح۔

بیضاوی میں پہلا قول اِس آیت کا نزول دربارہ ابی طالب لکھا۔

علامہ شہاب خفاجی اُس کی شرح عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں: ھو الصحیح فی سبب النزول یعنی یہی صحیح ہے اسی طرح اس کی تصحیح فتوح الغیب و ارشاد الساری میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے۔ کما سیاتی وھذہ التصحیحات ایضا اٰیۃ الخلاف کما لیس بخاف۔ (۲۰۹)

حدیث دوم صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے: واللفظ لمحمد قال حدثنا محمود فذکر بسندہ عن سعید بن المسیب عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنھما ان ابا طالب لما حضرتہ الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعندہ ابوجھل فقال ای عم قل لا الٰہ الا اللہ کلمۃ احاج لک بھا عند اللہ فقال ابوجھل وعبداللہ بن امیۃ یا ابا طالب ترغب عن ملۃ عبد المطلب فلم یزالا یکلمانہ حتی قال اٰخر شیئ کلمھم بہ علی ملۃ عبد المطلب (زاد البخاری فی الجنائز وتفسیر سورۃ القصص کمثل مسلم فی الایمان وابی ان یقول لا الٰہ الا اللہ) فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنہ فنزلت ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربٰی من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم ۵ ونزلت انک لا تھدی من احببت۔ اِس حدیث جلیل سے واضح کہ ابوطالب نے وقتِ مرگ کلمہ طیبہ سے صاف انکار کردیا اور ابوجہل لعین کے اغوا سے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا۔ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اِس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزوجل مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لیے استغفار کروں گا مولٰی سبحٰنہ، وتعالٰی نے یہ دونوں آیتیں اُتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ابوطالب کے لیے استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں دوزخیوں کے لیے استغفار جائز نہیں۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ اما تزییف الزمخشری نزول الایۃ فیہ بان موت ابی طالب کان قبل الھجرۃ وھٰذا اٰخر ما نزل بالمدینۃ اھ فمردود بما فی ارشاد الساری عن الطیبی عن التقریب[۱] انہ یجوز ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولھا والتشدید مع الکفار انما ظھر فی ھذہ السورۃ اھ قال اعنی القسطلانی قال فی فتوح الغیب ھٰذا ھو الحق وروایۃ نزولھا فی ابی طالب ھی الصحیحۃ اھ وکذا ردہ الامام الرازی[۲] فی الکبیر وقال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی بعد نقل کلام التقریب اعتمدہ من بعدہ من الشراح ولا نیا فیہ قولہ فی الحدیث فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولھا او لان الفاء للسببیۃ بدون تعقیب اھ۔ ۹۶،۱۰۶

اقول والدلیل علی الاستمرار واستدامۃ الاستغفار قول سید الابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنہ فھذا مقام الجزم دون التجویز والاستظہار علا ان الامام الجلیل الجلال السیوطی فی کتاب الاتقان عقد فصلا لبیان ما نزل من اٰیات السور المکیۃ بالمدینۃ وبالعکس وذکر فیہ عن بعضھم ان اٰیۃ ماکان للنبی الایۃ مکیۃ نزلت فی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک واقرہ علیہ فعلی ھذا یزھق الاشکال من راسہ ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ بعد ذلک قال الحافظ

فی فتح الباری الظاھر نزولھا بعدہ بمدۃ لروایۃ التفسیر اھ وھذا ایضاً یطیح الشبھۃ من رأسھا افادھذین العلامۃ الزرقانی[26] فی شرح المواھب وبعد اللتیا والتی اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولھا فیہ فکیف ترد الصحاح بالھوسات۔

آیت ثالثہ:

قال عزمجدہ وھم ینھون عنہ وینأون عنہ وان یھلکون الا انفسھم وما یشعرون ٥	وہ اس نبی سے اوروں کو روکتے اور بازرکھتے ہیں اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور دور رہتے ہیں اور اس کے باعث خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اُنھیں شعور نہیں۔

یعنی جان بُوجھ کر بے شعوروں کے سے کام کرے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون، سلطان[27] المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن[28] کے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے استاد مجید امام عطاء بن ابی رباح ومقاتل[29] وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں: یہ آیت ابوطالب کے باب میں اُتری۔

تفسیر امام بغوی محی السنہ میں ہے: قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی الناس عن اذی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویمنعھم وینای عن الایمان بہ ای یبعد۔

انوار التنزیل میں ہے: ینھون عن التعرض لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینأون عنہ فلا یؤمنون بہ کابی طالب۔

حدیث سوم فریابی اور عبدالرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبید بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وطبرانی وابوالشیخ وابن مردویہ و حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینھی عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وینأی عما جاء بہ۔ یعنی یہ آیت ابوطالب کے بارے میں اُتری اور کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا سے منع کرتے بازرکھتے

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دُور رہتے قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان منھم من قال المراد انھم ینھون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی قریشا عن ایذاء النبی علیہ الصلاۃ والسلام ثم تیباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول الاول اشبہ لوجھین الاول ان جمیع الایات المتقدمۃ علی ھذہ الایۃ تقتضی ذم طریقتھم فکذٰلک قولہ وھم ینھون عنہ ینبغی ان یکون محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان ابا طالب کان ینھٰی عن ایذائہ لما حصل ھذا النظم والثانی انہ تعالیٰ قال بعد ذٰلک وان یھلکون الا انفسھم یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذٰلک ان یکون المراد من قولہ وھم ینھون عنہ النھی عن اذیتہ کان ذٰلک حسن لا یوجب الھلاک اھ۔

اقول اصل الذم للنأی وقد تشدد بالنھی فان الذنب بعد العلم اشد منہ حین الجھل فذکر النھی لابانہ شدۃ ما یلحقہ من الذم فی ذٰلک وعظمۃ ما یعتریہ من الوزر فما ھنالک فان العلم حجۃ اللہ مالک وعلیک الا تری الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ابی طالب ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار کما سیأتی مع ما علم من حمایتہ وکفالتہ ونصرتہ ومحبتہ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طول عمرہ فانما کاد یکون فی الدرک الاسفل لولا شفاعۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما ابی الایمان مع کمال العرفان فالاٰیۃ علی وزان قولہ تعالیٰ اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتٰب افلا تعقلون ٥ فذکر فی سیاق الذم امرھم بالبر وتلاوتھم الکتاب وانما القصد الی نسیانھم انفسھم وذکر ھذین للتسجیل بل قال جل ذکرہ یا ایھا الذین لم تقولون ما لا تفعلون ٥ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ٥ فشدد النکیر علی القول من دون عمل وان کان القول خیرا فی نفسہ قال فی معالم التنزیل قال المفسرون ان المؤمنین قالوا لو علمنا احب الاعمال الی اللہ عزوجل لعملناہ ولبذلنا فیہ اموالنا وانفسنا فانزل عزوجل ان اللہ یحب الذین

یقاتلون فی سبیلہٖ صفا فابتلوا بذالک یوم احد فولوا مدبرین فانزل اللہ تعالیٰ لم تقولون ما لا تفعلون اھ وبہ یتحل الوجہان لمن انصف لاجرم ان قال الخفاجی فی العنایۃ بعد نقل کلام الامام فیہ نظر اھ وبالجملۃ فعطاء اعلم منا ومنکم باسالیب القرآن ونظمہ نقلا عن ھذا الحبر العظیم الذی قد فاق اکثر الامۃ فی علوم القرآن وفہمہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل دوم احادیث

حدیث چہارم صحیحین ومسند امام احمد میں حضرت سیدنا عباس[۳۱] عم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، انہ قال للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما اغنیت عن عمک فواللہ کان یحوطک ویغضب لک قال ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار وفی روایۃ وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح یعنی اُنھوں نے خدمتِ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا۔ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا۔ فرمایا میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا ہُوا پایا تو اُسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔ اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

امام ابن[۳۲] حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں، یؤید الخصوصیۃ انہ بعد ان امتنع شفع لہ حتی خفف لہ العذاب بالنسبۃ لغیرہ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت سے ہوا کہ ابوطالب نے باآنکہ ایمان لانے سے انکار کیا، پھر بھی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نے اتنا کام دیا کہ بہ نسبت باقی کافروں کے عذاب ہلکا ہوگیا۔

حدیث پنجم صحیحین ومسند میں ابوسعید[۳۳] خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر عندہ عمہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیٰمۃ فیجعل فی ضحضاح فی النار یبلغ کعبیہ یغلی

منہ دماغہ۔ یعنی حضورِ اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ابوطالب کا ذکر آیا، فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ روزِ قیامت میری شفاعت اُسے یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنوں تک ہوگی جس سے اُس کا دماغ جوش مارے گا۔ یونس بن بکیر نے حدیث محمد بن اسحٰق سے یُوں روایت کیا: یغلی منہ دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ اُس کا بھیجا اُبل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدۃ[۳۴] القاری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری ومواہب[۳۵] لدنیہ وغیرہا میں امام سہیلی[۳۶] سے منقول: الحکمۃ فیہ ان ابا طالب کان تابعا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجملتہ الا انہ استمر ثابت القدم علی دین قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصۃ لتثبیتہ ایاھما علی دین قومہ یعنی ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزّوجلّ جزا بشکلِ عمل دیتا ہے ابوطالب کا سارا بدن حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا ملتِ کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب مسلط کیا۔ اسی طرح تیسیر[۳۷] شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

حدیث ششم بزار وابویعلیٰ وابن عدی وتمام حضرت جابر[۳۸] بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھل نفعت ابا طالب قال اخرجتہ من غمرۃ جہنم الی ضحضاح منہا یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا۔ فرمایا، میں نے اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی[۳۹] عمدہ میں فرماتے ہیں: فان قلت اعمال الکفرۃ ھباء منثور لا فائدۃ فیہا قلت ھذا النفع من برکۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخصائصہ اِس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع ملنا صرف حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو غبار ہیں ہوا پر اُڑاتے ہوتے۔

حدیث ہفتم طبرانی حضرت ام المومنین ام سلمہ[۴۰] رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ان الحارث بن ھشام اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم حجۃ الوداع فقال یارسول اللہ انک تحث علی صلۃ الرحم والاحسان الی الجار وایواء الیتیم،

واطعام الضيف واطعام المسكين وكل ذلك كان يفعله هشام بن المغيرة فما ظنك به يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كل قبر لا يشهد صاحبه ان لا اله الا الله فهو جذوة من النار وقد وجدت عمى ابا طالب فى طمطام من النار فاخرجه الله لمكانه منى واحسانه الىّ فجعله فى ضحضاح من النار۔ یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روزِ حجۃ الوداع حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، یا رسول اللہ! حضور اِن باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا، محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اُس کی نسبت کیا گمان ہے فرمایا جو قبر ہے جس کا مردہ لا الٰہ الا اللہ نہ مانتا ہو وہ دوزخ کا انگارا ہے میں نے خود اپنے چچا ابو طالب کو سرے اونچی آگ میں پایا۔ میری قرابت وخدمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں سے نکال کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔

مجمع بحار الانوار میں لعلامت کاف امام کرمانی شارح بخاری سے منقول نفع ابا طالب اعماله ببركته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وان كان اعمال الكفرة هباء منثورا یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابو طالب کے اعمال نفع دے گئے ورنہ کافروں کے کام تو نرے برباد ہوتے ہیں۔

حدیث ہشتم، امام احمد مسند اور بخاری ومسلم اپنی صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس[43] رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اهون اهل النار عذابا ابو طالب وهو منتعل بنعلين من نار يغلى منهما دماغه بیشک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابو طالب پر ہے وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہے جس سے اُس کا دماغ کھولتا ہے نیز صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اهون اهل النار عذابا من له نعلان وشراكان من نار يغلى منهما دماغه كما يغلى المرجل ما يرى ان احدا اشد منه عذابا وانه لاهونهم عذابا دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہے جسے آگ کے دو جوتے اور دو تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اُس کا دماغ دیگ کی طرح

جوش مارے گا وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اُسی پر ہے حالانکہ اُس پر سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

اسی حدیث میں امام احمد کی روایت یوں ہے،

يوضع فى اخمص قدميه جمرتان يغلى منهما دماغه۔

اُس کے تلووں میں انگارے رکھے جائیں گے جس سے بھیجا اُبلے گا۔

اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يقول الله لاهون اهل النار عذابا يوم القيمة لو ان لك ما فى الارض من شيء اكنت تفتدى به فيقول نعم فيقول اردت منك اهون من هذا وانت فى صلب اٰدم ان لا تشرك بى شيئا فابيت الا ان تشرك بى۔

دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری ملک ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کرے گا ہاں، فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزِ میثاق اِس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہوئے۔

اِس حدیث سے بھی ابو طالب کا شرک پر مرنا ثابت ہے۔

کتاب الخمیس[42] فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے: قيل ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مسح ابا طالب بعد موته وانسى تحت قدميه ولذا ينتعل بنعلين من النار۔

یعنی کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابو طالب کے بدن پر دستِ اقدس پھیر دیا تھا مگر تلووں پر ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لیے ابو طالب کو روزِ قیامت آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے باقی جسم بہ برکت دستِ اقدس محفوظ رہے گا۔

امام شافعی وامام احمد وامام اسحٰق بن راہویہ وابو داؤد طیالسی اپنی مسانید اور

حدیث نہم ابن سعد طبقات اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود منتقی اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابو یعلی مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی قال قلت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عمک الشیخ الضال قد مات قال اذھب فوار اباك یعنی میں نے حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مرگیا۔ فرمایا جا اُسے دبا آ۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے، مولیٰ علی نے عرض کی ان عمك الشیخ الكافر قد مات فما ترى فیہ حضور کا چچا وُہ بڈھا کافر مرگیا اُس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ارى ان تغسلہ تجنہ۔ نہلا کر دبا دو۔

امام شافعی کی روایت میں ہے: فقلت یا رسول اللہ انہ مات مشرکا قال اذھب فوارہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ فرمایا: جاؤ، دبا آؤ۔ امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا، یہ حدیث صحیح ہے۔ امام حافظ الشان اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں: صححہ ابن خزیمۃ اس حدیث جلیل کو دیکھیے ابو طالب کے مرنے پر خود امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وُہ گمراہ کافر چچا مرگیا حضور اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں ابو طالب کی بی بی امیر المومنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب انتقال کیا ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر و قمیص مبارک میں اُنھیں کفن دیا اپنے دستِ مبارک سے لحد کھودی، اپنے دستِ مبارک سے مٹی نکالی پھر اُن کے دفن سے پہلے خود اُن کی قبر مبارک میں لیٹے اور دُعا کی:

اللہ الذی یحیی و یمیت و	اللہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ
ھو حی لا یموت اغفر لامی	ہے کہ کبھی نہ مرے گا میری ماں فاطمہ بنت
فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا	اسد کو بخش دے اور اُن کی قبر وسیع کر
مدخلھا بحق نبیك والانبیاء	صدقہ اپنے نبی کا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا

الذین من قبلی فانك	تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔
ارحم الراحمین۔	

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححہ وابو نعیم فی الحلیۃ عن انس ولنحوہ بن ابی شیبۃ عن جابر والشیرازی فی الالقاب وابن عبد البر وابو نعیم فی المعرفۃ والدیلمی بسند حسن عن ابن عباس وابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

کاش ابو طالب مسلمان ہوتے تو کیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے جنازہ میں تشریف نہ لے جاتے صرف اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے کہ جاؤ اُسے دبا آؤ۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوتِ ایمان دیکھیے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کا فتویٰ دے رہے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ وہ تو مشرک مرا۔ ایمان اِن بندگانِ خدا کے تھے کہ اللہ و رسول کے مقابلہ میں باپ بیٹے کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسول کے مخالفوں کے دشمن تھے اگرچہ وُہ اپنا جگر ہو دوستانِ خدا و رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو۔

اولئك كتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئك حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ۝ جعلنا اللہ منھم بھم ولھم بفضل رحمتہ بھم انہ ھو الغفور الرحیم والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و اٰلہ واصحابہ اجمعین اٰمین۔

حدیث دہم بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار اور اسماعیل مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی انہ قال یا رسول اللہ این تنزل فی دارك بمكۃ فقال ھل ترك عقیل من رباع او دور وكان عقیل ورث ابا طالب ھو وطالب ولم یرثہ جعفر ولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما شیئا لانھما كانا مسلمین وكان عقیل وطالب كافرین فكان عمر بن الخطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لا یرث المؤمن الکافر ولفظ ابن ماجۃ والطحاوی
فکان عمر من اجل ذٰلک یقول الخ ولفظ الاسماعیلی فمن اجل ذٰلک کان عمر یقول۔

یعنی انھوں نے خدمتِ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یا رسول اللہ حضور کل مکۂ معظمہ میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرمایا: کیا ہمارے لیے عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا: ہوا یہ تھا کہ ابوطالب کا ترکہ عقیل اور طالب نے پایا، اور جعفر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملا۔ یہ دونوں حضرات وقتِ موت ابی طالب مسلمان تھے اور طالب کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہنچتا۔

تنبیہ لا شک ان قولہ وکان عقیل ورث ابا طالب مدرج فی الحدیث و لم یبین قائلہ فی الکتب الذی ذکرنا واخترت انا انہ الامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال الامام العینی فی العمدۃ قولہ وکان عقیل ادراج من بعض الرواۃ ولعلہ من اسامۃ کذا قال الکرمانی اھ والصواب ماذکرتہ وقد کتبت علی ہامش العمدۃ ما نصہ۔

اقول بل ھو من علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بینہ مالک فی مؤطاہ فانہ اسندا ولا عن ابن شہاب بالسند المذکور فی الکتاب اعنی صحیح البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یرث المسلم الکافر اھ ثم قال مالک عن ابن شہاب عن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب انہ اخبرہ انما ورث اباطالب عقیل وطالب ولم یرثہ علی قال فلذٰلک ترکنا نصیبنا من الشعب اھ وھکذا رواہ محمد فی مؤطاہ عن مالک مفرقا مصرحا فقد بین واحسن احسن اللہ الیہ والینا بہ اٰمین۔

حدیث یازدہم عمر بن شبہ کتاب مکہ میں اور ابویعلی وابوبشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمۃ عن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال فلما مد یدہ یبایعہ

بکی ابوبکر فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما یبکیک قال لان تکون ید عمک مکان یدہ ویسلم ویقر اللہ عینک احب الی من ان یکون۔

یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ انور ابوقحافہ سے بیعتِ اسلام لینے کے لیے بڑھایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو دیے، حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کی: ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور اُن کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھ ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی۔ حاکم نے کہا یہ حدیث برشرطِ شیخین صحیح ہے حافظ الشان نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا: سندہ صحیح۔

حدیث دوازدہم ابوقرہ موسیٰ بن طارق موسیٰ بن عبیدہ وہ عبداللہ بن دینار وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال جاء ابوبکر بابی قحافۃ یقودہ یوم فتح مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ترکت الشیخ حتی ناتیہ قال ابوبکر اردت ان یاجرہ اللہ والذی بعثک بالحق لانا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب لو کان اسلم منی بابی۔

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن ابوقحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لاتے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بوڑھے کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا کہ ہم خود اُس کے پاس تشریف فرما ہوتے۔ صدیق نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ اللہ اُن کو اجر دے۔ قسم اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابوطالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وہ اسلام لے آتے۔ اللہ اللہ یہ محبوب میں فنائے مطلق کا مرتبہ ہے صدق اللہ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ۔ اسی طرح امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا انا باسلامک اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوتی ذکرہ ابن اسحٰق فی سیرتہ۔

یونس بن بکیر فی زیادات مغازی ابن اسحٰق عن یونس بن عمرو

حدیث سیزدہم[۱۳] عن ابی السفر[۵۱] قال بعث ابوطالب الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اطعمنی من عنب جنتك فقال ابوبکر ان اللہ حرمها علی الکافرین۔

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی جنت کے انگور کھلایئے۔ اس پر صدیق[۵۲] اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ نے انھیں کافروں پر حرام کیا ہے۔

حدیث چہاردہم الواحدی من حدیث موسیٰ بن عبیدہ قال اخبرنا محمد[۵۳] بن کعب القرظی قال بلغنی انہ لما اشتکی ابوطالب شکواہ التی قبض فیہا قالت لہ قریش ارسل الی ابن اخیك یرسل الیك من ھذہ الجنۃ التی ذکرھا یکون لك شفاء فارسل الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرمہا علی الکافرین طعامہا وشرابہا ثم اتاہ فعرض علیہ الاسلام فقال لولا ان تعیر بہا فیقال جزع عمك من الموت لاقررت بہا عینك واستغفرلہ بعد ما مات فقال المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لاٰبائنا ولذوی قرابتنا قد استغفر ابراھیم علیہ السلام لابیہ ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ فاستغفروا للمشرکین حتی نزلت ما کان للنبی والذین اٰمنوا الاٰیۃ۔

یعنی ابوطالب کے مرض الموت میں کافرانِ قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کرو کہ یہ جنت جو وہ بیان کرتے ہیں اس میں سے تمہارے لیے کچھ بھیج دیں کہ تم شفا پاؤ ابوطالب نے عرض کر بھیجی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر حرام کیا ہے۔ پھر تشریف لا کر ابوطالب پر اسلام پیش کیا۔ ابوطالب نے کہا لوگ حضور پر طعنہ کریں گے کہ حضور کا چچا موت سے گھبرا گیا اس کا خیال نہ ہوتا تو میں حضور کی خوشی کر دیتا جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعائے مغفرت کی مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے والدین قریبوں کے لیے دعائے بخشش سے کون مانع ہے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے

اپنے باپ کے لیے استغفار کی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار کر رہے ہیں یہ سمجھ کر مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی، اللہ عزوجل نے آیت اتاری کہ مشرکوں کے لیے یہ دُعا نہ نبی کو روا نہ مسلمانوں کو جب کہ روشن ہو لیا کہ وہ جہنمی ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حدیث پانزدہم[۱۵] ابو نُعیم حلیہ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

کانت مشیئۃ اللہ عزوجل	اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان
فی اسلام عمی العباس و	ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا
مشیتی فی اسلام عمی ابی	چچا ابوطالب مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کا
طالب فغلبت مشیئۃ اللہ	ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ
مشیتی۔	ابوطالب کافر رہا

اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہوتے۔ فللہ الحجۃ البالغۃ۔

فصل سوم

چونکہ[۵۴] اقوالِ ائمہ کرام و علمائے اعلام اوپر گزرے اور بعد کلام خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کا حال خدا و رسول سے زیادہ کون جانے عز مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر تکثیر فوائد و تسکین زاید کے لیے بعض اور بھی کہ سر دست پیش نظر ہیں اضافہ کیجیے کہ زیادت خیر زیادت خیر ہے و باللہ التوفیق۔

امام[۵۵] الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ابوطالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات کافرا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔ والعیاذ باللہ۔

امام برہان[۵۶] الدین علی بن ابی بکر فرغانی ہدایہ میں فرماتے ہیں: اذا مات الکافر ولہ ولی مسلم فانہ یغسلہ ویکفنہ ویدفنہ بذلك امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حق ابیہ ابی طالب لکن یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقۃ

ویحفر حفیرۃ من غیر مراعاۃ سنۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیہ بل یلقی۔

امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں: مات کافر یغسلہ ولیہ المسلم ویکفنہ ویدفنہ والاصل فیہ انہ لما مات ابوطالب اتی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال ان عمک الشیخ الضال قد مات فقال اغسلہ واکفنہ وادفنہ ولا تحدث حدثا حتی تلقانی ای لاتصل علیہ الخ

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں: مات للمسلم قریب کافر لیس لہ ولی من الکفار یغسلہ غسل الثوب النجس ویلفہ فی خرقۃ ویحفر لہ حفرۃ ویلقیہ فیہا من غیر مراعاۃ السنۃ فی ذلک لما روی ان اباطالب لما ھلک جاء علی فقال یارسول اللہ ان عمک الضال قدمات الخ

علامہ ابراہیم طرابلسی برہان شرح مواہب الرحمن پھر علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں زیر قول نور الایضاح ان کان للکافر قریب مسلم غسلہ فرماتے ہیں: الاصل فیہ مارواہ ابوداؤد وغیرہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما مات ابوطالب الحدیث۔

علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں: یغسل ولی مسلم الکافر ویکفنہ ویدفنہ بذلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یفعل بابیہ حین مات۔

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قرابت دار کافر مردہ کو نہلا سکتا ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنے باپ ابوطالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے نہلایا۔

فتح القدیر[92] وکفایہ[93] و بنایہ[94] وغیرہا تمام شروح ہدایہ میں اِس مضمون کو مقبول و مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اِس کی عبارات بکثرت ملیں گی سب کی نقل سے اطالت کی حاجت نہیں۔ واضح ہوا کہ یہ سب علمائے کرام ابوطالب کو کافر جانتے ہیں یونہی امام[95] ابوداؤد نے اپنی سنن میں باب الرجل یموت لہ قرابۃ مشرک وضع فرمایا یعنی باب اُس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے اور امام[96] نسائی نے باب مواراۃ المشرک

یعنی دفن مشرک کا باب اور دونوں نے اُس میں یہی حدیث موتِ ابی طالب ذکر کی انہیں[97] نسائی کے اِسی مجتبیٰ میں ایک باب النہی عن الاستغفار للمشرکین ہے اس میں حدیث دوم روایت کی ابن ماجہ[98] نے سنن میں باب میراث اھل الاسلام من اھل الشرک لکھا یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں اُس میں حدیث دوم وارد کی۔

امام[99] اجل صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے مؤطا شریف میں باب التوارث بین اھل الملل منعقد فرمایا یعنی مختلف دین والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم اور اُس میں حدیثیں مسلم و کافر کے عدمِ توارث کی روایت فرمائیں جن میں یہ حدیث امام زین العابدین دربارۂ ترکہ ابوطالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی۔

یونہی امام محرر المذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا شریف میں باب لا یرث المسلم الکافر منعقد فرما کر حدیث مذکور ایراد کی۔

امام اجل محمد بن اسمٰعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجنائز میں ایک باب وضع فرمایا باب اذا قال المشرک عند الموت لا الٰہ الا اللہ یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہے تو کیا حکم ہے اور اُس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اُسی کی کتاب الادب میں لکھا باب کنیۃ المشرک اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول وھو علی المنبر ان بنی ھاشم بن المغیرۃ استاذنونی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب ذکر کی۔

امام قسطلانی نے تطبیق حدیث وترجمہ میں لکھا فذکر اباطالب المشرک بکنیتہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب مشرک کو کنیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا قد یجوز واذکرا لکافر بکنیتہ اذا کان لا یعرف الا بہا کما فی ابی طالب او کان علی سبیل التالف رجاء اسلامھم او تحصیل منفعۃ منھم لا علی سبیل التکریم لانا مامورون بالاغلاظ علیہم علمانے کافر کو کنیت سے ذکر کرنا جائز رکھا جب کہ وہ اور نام سے نہ پہچانا جائے جیسے ابوطالب یا بامید اسلام تالیف مقصود یا کام نکالنا ہو مگر بطور تکریم جائز نہیں کہ ہمیں اُن پر سختی کرنے کا حکم ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے قال ابن بطال فیہ جواز تکنیۃ المشرک۔ امام ابن بطال نے فرمایا، اس حدیث سے مشرک کو بلفظ کنیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

اُسی میں ہے، فیه دلالة ان الله تعالیٰ قد یعطی الکافر عوضاً من اعماله التی مثلها یکون قربة لاهل الایمان بالله تعالیٰ لانه صلی الله علیه وسلم اخبر ان عمه نفعته تربیته ایاه وحیاطته له التخفیف الخ

اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ اللہ عزوجل کافر کو بھی اُس کے اعمال کا کچھ عوض دیتا ہے جو اہلِ ایمان کریں تو قربِ الٰہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور کے چچا کو حضور کی خدمت و حمایت نے تخفیفِ عذاب کا فائدہ دیا۔

امامؒ عارف باللہ سیّدی علی متقی مکی قدس سرہُ الملکی نے اپنی کتب جلیلہ منہج العمال وکنز العمال ومنتخب کنز العمال میں ایک باب منعقد فرمایا الباب الخامس فی اشخاص لیسوا من الصحابة اُن شخصوں کے ذکر میں جو صحابی نہیں اور اسی باب میں ابوطالب و ابوجہل وغیرہما کو ذکر کیا۔

اسیؒ طرح علامہ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی نے تیسیر الوصول الی جامع الاصول میں احادیث ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اُس میں صرف حدیث دوم وچہارم وپنجم کو جلوہ دیا۔ اگر ابو طالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وُہ شخص صحابہ سے خارج ہو سکتا جس نے بچپن سے حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضر و سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غلغلہ ڈالا۔

یونہی امامؒ حافظ الحدیث ابوالفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصابہ فی تمییز الصحابہ میں ابوطالب کو باب الکنیٰ حرف الطاء المہملہ کی قسم رابع میں ذکر کیا۔ یعنی وُہ لوگ جنھیں صحابی کہنا مردود و غلط و باطل ہے۔

اُسیؒ میں فرماتے ہیں: ورد من عدة طرق فی حق من مات فی الفترة ومن ولد مجنونا ونحو ذٰلك ان کلا منهم یدلی بحجة ویقول لو عقلت او ذکرت لاٰمنت فترفع لهم نار ویقال لهم ادخلوها فمن دخلها کانت علیهم بردًا وسلاما ومن امتنع اُدخلها کرها ونحن نرجو ان یدخل عبد المطلب واٰل بیته فی جملة من یدخلها طائعا فینجو لکن ورد فی ابی طالب ما یدفع ذٰلك وهو ما تقدم من

اٰیة براءة وما فی الصحیح انه فی ضحضاح من النار فهذا شان من مات علی الکفر فلو کان مات علی التوحید نجا من النار اصلا والاحادیث الصحیحة والاخبار المتکاثرة طافحة بذٰلك اھ مختصرا۔ یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ جو زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مر گیا یا مجنون پیدا ہُوا اور جنون ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنھیں دعوتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء نہ پہنچی اُن میں ہر ایک روز قیامت ایک عذر پیش کرے گا کہ الٰہی میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچتی تو میں ایمان لاتا ان کے امتحان کو ایک آگ بلند کی جائے گی اور ارشاد ہوگا اس میں جاؤ جو حکم مانے گا اور اس میں داخل ہوگا وہ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جائے گی اور جو نہ مانے گا جبراً آگ میں ڈالا جائے گا اور ہمیں امید ہے کہ عبد المطلب اور اُن کے گھر والے کہ قبل ظہور نور اسلام انتقال کر گئے وُہ سب اُنھیں لوگوں میں ہوں گے جو اپنی خوشی سے اُس امتحانی آگ میں جا کر ناجی ہو جائیں گے مگر ابوطالب کے حق میں وُہ وارد ہو لیا جو اُسے دفع کرتا ہے سورۂ توبہ شریف کی آیت اور حدیث صحیح کا ارشاد کہ وُہ پاؤں تک کی آگ میں ہے یہ حال اُس کا ہے جو کافر مرے اگر آخیر وقت اسلام لا کر مرنا ہوتا تو دوزخ سے نجات کلی چاہیے تھی صحیح وکثیر حدیثیں کفرِ ابی طالب ثابت کر رہی ہیں۔ پھر فرمایا: وقد فخر المنصور علی محمد بن عبد الله بن الحسن لما خرج بالمدینة وکاتبه المکاتبات المشهورة ومنها فی کتاب للمنصور وقد بعث النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وله اربعة اعمام فاٰمن به اثنان احدهما ابی وکفر به اثنان احدهما ابوك۔

یعنی جب امام نفس زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ عباسی عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور بہ منصور دوانیقی پر خروج فرمایا اور مدینہ طیبہ پر تسلط کر کے خلیفہ و امیر المومنین لقب پایا اُن میں اور خلیفہ مذکور منصور میں مکاتبات مشہورہ ہوئے ازاں جملہ منصور نے ایک نامہ میں لکھا جب حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہُوئی حضور کے چار چچا زندہ تھے حمزہ و عباس و ابو طالب و ابولہب دو حضور پر ایمان لائے ایک اُن میں میرے باپ میں

یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو کافر رہے ایک اُن میں آپ کے باپ ہیں، یعنی ابو طالب پر منصور علاوہ خلیفہ و اہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء و محدثین سے ہیں، امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں انھیں فقیہ النفس وجید المشارکۃ فی العلم لکھا اور فرمایا: ولد سنۃ خمس وتسعین وادرک جدہ ولم یروعنہ وروی عن ابیہ وعن عطاء بن یسار وعنہ ولدہ المھدی اور امام اجل نفس زکیہ کو یوں بے تامل لکھ بھیجنا اور امام کا اس پر رد نہ فرمانا بھی بتا رہا ہے کہ کفرِ ابی طالب واضح ومشہور بات تھی اصابہ میں اس کے بعد فرمایا ومن شعر عبد اللہ بن المعتز یخاطب الفاطمیین ؎

وانتم بنو بنتہ دوننا
ونحن بنو عمہ المسلم

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا یوں کہیے کہ چھ خلفاء کے بیٹے عبد اللہ ابن المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتصم ابن الرشید ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر بعض سادات کرام کے خطاب میں ہے کہ تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہو ہم نہیں اور ہم حضور کے مسلمان چچا کے بیٹے ہیں۔ اِس میں بھی کفرِ ابی طالب پر صاف تعریض موجود ہے عبد اللہ اہلِ علم وفضل سے ہیں حدیث میں علی بن حرب معاصر امام بخاری ومسلم کے شاگرد نیز امام ممدوح کتاب الاحکام پھر امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں: نحن نرجو ان یدخل عبد المطلب وآل بیتہ الجنۃ الا ابا طالب فانہ ادرک البعثۃ ولم یؤمن اھ باختصار۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور اُن کے اہلبیت سب جنت میں جائیں گے سوا ابو طالب کے کہ زمانہ اسلام پایا اور ایمان نہ لائے نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: من عجائب الاتفاق ان الذین ادرکھم الاسلام من اعمام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اربعۃ لم یسلم منھم اثنان واسلم اثنان وکان اسم من لم یسلم ینافی اسامی المسلمین وھما ابو طالب اسمہ

عبد مناف وابو لہب واسمہ عبد العزی بخلاف من اسلم وھما حمزۃ والعباس۔ عجائب اتفاق سے ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار چچا زمانۂ اسلام میں زندہ تھے دو اسلام نہ لائے اور دو مشرف باسلام ہوئے وہ دو کہ اسلام نہ لائے اُن کے نام بھی پہلے ہی سے مسلمانوں کے نام کے خلاف تھے ابو طالب کا نام عبد مناف تھا اور ابو لہب کا عبد العزیٰ اور دو کہ مسلمان ہوئے اُن کے نام پاک وصاف تھے حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وکذا اثرہ الزرقانی فی شرح المواہب۔

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں، کان العباس اصغر اعمامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یسلم منھم الا ھو وحمزۃ۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب میں چھوٹے چچا تھے۔ حضور کے اعمام میں صرف یہ اور حضرت حمزہ مسلمان ہوئے وبس امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی شرح منیہ اواخر صلاۃ اس مسئلہ کے بیان میں کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت ناجائز ہے۔ آیت دوم تلاوت کرکے فرماتے ہیں: ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول الآیۃ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک صحیحین میں ثابت ہوچکا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کے لیے دعائے مغفرت کی تھی اُس پر یہ آیت اُتری۔

امام محی السنہ بغوی معالم شریف اول رکوع سورۂ بقر میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا سواء علیھم، پھر قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی کتاب الخمیس میں فرماتے ہیں: کفر چار قسم ہے کفر انکار وکفر جحود وکفر عناد وکفر نفاق کفر انکار یہ کہ اللہ عزوجل کو نہ دل سے جانے اور زبان سے مانے جیسے ابلیس ویہود اور کفر نفاق یہ کہ زبان سے نہ مانے مگر دل میں نہ جانے وکفر العناد ھو ان یعرف اللہ بقلبہ ویعترف بلسانہ ولا یدین بہ ککفر ابی طالب حیث یقول ؎

ولقد علمت بان دین محمد
من خیر ادیان البریۃ دینا

ولا الملامة او حذار مسبة

لوجدتني سمحا بذاك مبينا

یعنی کفر عنادیہ کہ اللہ تعالیٰ کو دل سے بھی جانے اور زبان سے بھی کہے مگر تسلیم و گرویدگی سے باز رہے جیسے ابوطالب کا کفر کہ یہ شعر کہے واللہ میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام جہان کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت یا طعنے سے بچانا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کیسے اہل دلی کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔ امام ممدوح یہ چاروں قسمیں بیان کرکے فرماتے ہیں، جمیع هذه الاصناف سواء فی ان من لقی الله تعالیٰ بواحد منها لا یغفر له۔ یہ سب قسمیں اس حکم میں یکساں ہیں کہ جو ان میں سے کسی قسم کا کفر کرکے اللہ عزوجل سے ملے گا وہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب[۹۱] الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی نے شرح التنقیح پھر امام[۹۲] قسطلانی نے مواہب میں کفار کی چار قسمیں کرکے ایک قسم یوں بیان فرمائی، من امن بظاهره وباطنه وکفر بعدم الاذعان للفروع کما حکی عن ابی طالب انه کان یقول انی لاعلم ان ما یقوله ابن اخی لحق ولولا اخاف ان تعیرنی نساء قریش لاتبعته وفی شعره یقول ؎

لقد علموا ان ابننا لا مکذب

یقینا ولا یعزی لقول الاباطل

فهذا تصریح باللسان واعتقاد بالجنان غیر انه لم یذعن۔ یعنی ایک کافر وہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے معترف ہو مگر اذعان نہ لاتے جیسے ابوطالب سے مروی کہ بے شک میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو کچھ میرے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ضرور حق ہے اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہو جاتا اور اپنے ایک شعر میں کہا خدا کی قسم کافرانِ قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور معاذ اللہ کوئی کلمہ خلافِ حق کہنا اُن کی طرف نسبت نہیں کیا جاتا تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ ہے مگر اذعان

نہ ہوا۔

امام[۹۳] ابن اثیر جزری نہایہ، پھر علامہ[۹۴] زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

کفر عناد هو ان یعرفه بقلبه ویعترف بلسانه ولا یدین به ککفر ابی طالب۔

کفر عنادیہ ہے کہ دل سے پہچانے اور زبان سے اقرار کرے مگر تسلیم و انقیاد سے باز رہے جیسے ابوطالب۔

علامہ مجد[۹۵] الدین فیروزآبادی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

چوں عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوطالب بیمار شد با وجود آنکہ مشرک بود اورا عیادت فرمود و دعوت اسلام کرد ابوطالب قبول نہ کرد اھ ملخصاً۔

شیخ[۹۶] محقق مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر را۔

پھر بعد ذکر احادیث فرمایا: و در روضۃ[۹۷] الاحباب نیز اخبار موت ابوطالب بر کفر آوردہ۔ الخ

بحر[۹۸] العلوم ملک العلماء مولانا عبدالعلی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

احادیث کفره شهیرة وقد نزل فی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی شان عمه ابی طالب انک لا تهدی من احببت کما فی صحیح مسلم وسنن الترمذی، وقد ثبت فی الخبر الصحیح عن الامام محمد الباقر کرم الله تعالیٰ وجهه الکریم ووجوه اٰبائه الکرام ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ورث طالبا وعقیلا اباهما ولم یورث علیا وجعفرا ولذا ترکنا نصیبنا فی الشعب کذا فی مؤطا الامام مالک۔

یعنی کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اس کے ثبوت میں آیت اولیٰ کا اُترنا اور حدیث وہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترکہ نہ دلانا بیان فرمائی۔

اقول وذکر الامام ابا قرر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقع زلۃ من القلم وانما ہو الامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما اسمعناک من المؤطا والصحیحین وغیرھا۔

نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض فصل الوجہ الخامس من وجوہ السبب میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا:

حدیث مسلم ان ابی واباک فی النار اراد بابیہ عمہ ابا طالب لان العرب تسمی العم ابا۔

یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابو طالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔

امام خاتم الحفاظ جلال الملت والدین سیوطی مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اسی حدیث کے نسبت فرماتے ہیں:

ما المانع ان یکون المراد بہ عمہ ابو طالب وکانت تسمیۃ ابی طالب ابا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شائعا عندھم لکونہ عمہ وکونہ رباہ وکفلہ من صغرہ اھ ملخصا۔

کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابو طالب مراد ہو کہ وہ دوزخ میں ہے اُس زمانہ میں شائع تھا کہ ابو طالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باپ کہا جاتا چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس کی خدمت و کفالت کرنے کے باعث **اقول** جس طرح بھی ابو طالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا بیٹا کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کی بی بی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔ امام سیوطی اسی میں فرماتے ہیں:

اخرج تمام الرازی فی فوائدہ بسند ضعیف عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمۃ شفعت لابی وامی وابی طالب واخ لی کان فی الجاہلیۃ اوردہ

المحب الطبری وهو من الحفاظ والفقہاء فی کتابہ ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی وقال ان ثبت فهو مؤول فی ابی طالب علی ما ورد فی الصحیح من تخفیف العذاب عنہ بشفاعتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہی وانما احتاج الی تاویلہ فی ابی طالب دون الثلثۃ ابیہ وامہ واخیہ یعنی من الرضاعۃ لان ابا طالب ادرک البعثۃ ولم یسلم والثلثۃ ماتوا فی الفترۃ۔

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روز قیامت اپنے والدین اور ابو طالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کی کہ زمانۂ جاہلیت میں گزرا، شفاعت فرماؤں گا۔

امام محب طبری نے کہ حافظان حدیث و علمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقبی میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو ابو طالب کے بارے اِس کی تاویل وہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ امام سیوطی فرماتے ہیں، خاص ابو طالب کے باب میں تاویل کی حاجت یہ ہوئی کہ ابو طالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضاعی کہ زمانہ فترت میں گزر رہے۔

اقول یہاں تاویل بمعنی بیان مراد و معنی ہے جس طرح شرح معانی قرآن کو تاویل کہتے ہیں۔ کفار سے تخفیف عذاب بھی حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے ہی شفاعت کبریٰ کہ فتح باب حساب کے لیے ہے تمام جہان کو شامل و عام ہے۔ امام نووی نے باآنکہ ابو طالب کو بالیقین کافر جانتے ہیں تبویب صحیح مسلم شریف میں حدیث چہارم و پنجم کا باب یوں لکھا باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب والتخفیف عنہ بسببہ امام بدر الدین زرکشی نے خادم میں امام ابن ماجہ سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابولہب کو بروز دوشنبہ ملتی ہے لسرورہ بولادۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واعتاقہ ثویبۃ حین بشرتہ بہ وانما ھی کرامۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لیے کہ اُس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اُس کا مژدہ سُن کر ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اُس نے تخفیف پائی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقلہ فی المسالك ایضاً نیز مسالک الحنفا پھر شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے؛

قد ثبت فی الصحیح واخبر الصادق المصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اباطالب اھون اھل النار عذابا اھ ملتقطا۔ بیشک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابوطالب پر سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔

اللھم اجرنا من عذابك الالیم بجاہ نبیك الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ وادوم التسلیم آمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

فصل چہارم

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر شروح جامع صغیر میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں:

ھذا یؤذن بموتہ علی کفرہ وھو الحق ووھم البعض۔

یعنی یہ حدیث بتاتی ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی حق ہے اور اس کا خلاف وہم ہے۔

امام عینی زیر حدیث دوم وچہارم فرماتے ہیں:

ھذا کلہ ظاھر انہ مات علی غیر الاسلام فان قلت ذکر السہیلی انہ رای فی بعض کتب المسعودی انہ اسلم قلت ھذا لا یعارض ما فی الصحیح۔

ان سب حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ابوطالب کی موت غیرِ اسلام پر ہوئی۔ اگر تو کہے کہ سہیلی نے ذکر کیا کہ انھوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں دیکھا کہ ابوطالب اسلام لے آئے میں کہوں گا ایسی بے سروپا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض نہیں ہوسکتی۔

اقول علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اس کی کتاب مروج الذہب خلفائے کرام وصحابہ عظام عشرۂ مبشرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرا سے جابجا آلودہ وملوث ہے لوط بن یحییٰ ابومخنف رافضی خبیث ہالک کے اقوالِ

نقول بکثرت لاتا ہے جس کے مردود وتالف ہونے پر ائمۂ جرح وتعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رفاض وفساق وہالکین کے اخبار پر اس کی کتاب کا مدار ہے جیسا کہ اس کے مطالعہ سے واضح وآشکار ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نسخہ مروج الذہب کے ہامش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

ہشام کلبی مفسر کہ رافضی غالی ست وہمچنیں مسعودی صاحب مروج الذہب وابوالفرج اصبہانی صاحب کتاب الاغانی وعلیٰ ہذا القیاس امثال اینہا راین فرقہ در عداد اہلسنت داخل کنند وبمنقولات ومقولات ایشاں الزام اہلسنت خواہند۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ ابن عساکر وغیرہ۔ ابوطالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر وغیرہ نے اس کی تصریح کی۔ اسی طرح اصابہ میں ہے: کما سیأتی۔

علامہ شہاب نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

من الغریب ما نقلہ بعضھم ان اللہ تعالیٰ احیاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فآمن بہ کابویہ واظنہ من افتراء الشیعۃ۔	غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے والدینِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح ابوطالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے میرے گمان میں یہ رافضیوں کی گڑھت ہے۔

اقول وضاع کذاب رافضیوں ہی میں منحصر نہیں مگر یہ اُن کے مسلک کے موافق ہے لہٰذا اس کی وضع کا گمان انھیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جزم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو اس بنا پر لفظ ظن فرمایا ورنہ اس کے موضوع ومفتری ہونے میں تو شبہ نہیں کما لا یخفی۔

علامہ صبان محمد بن علی مصری کتاب اسعاف الراغبین میں فرماتے ہیں:

اما اعمامه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فاثنا عشرة حمزة والعباس وهما مسلمان وابو طالب والصحیح انه مات كافرا۔	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابو طالب اور صحیح یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

فصل پنجم

شرح مقاصد وشرح تحریر پھر ردالمحتار حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے:

المصر على عدم الاقرار مع مطالبته به كافر وفاقا لكون ذلك من امارات عدم التصديق ولهذا اطبقوا على كفر ابي طالب۔	جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے اسی واسطے تمام علماء نے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

مولانا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

اذا امربها وامتنع وابى عنها كابي طالب فهو كافر بالاجماع۔	جسے شہادت کلمہ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ باز رہے اور ادائے شہادت سے انکار کرے جیسے ابو طالب تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اُس شخص کے بارہ میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر ومانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار اُسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں، نقل کرکے فرماتے ہیں:

قلت لكن بشرط عدم طلب الاقرار منه فان ابى بعد ذلك فكافر اجماعا لقضية

ابی طالب۔ یعنی یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ اُس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے ابو طالب کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔ اُسی کی فصل ثانی باب اشراط الساعۃ میں ہے:

ابو طالب لم یؤمن عند اهل السنه۔	اہل سنت کے نزدیک ابو طالب مسلمان نہیں۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

مشایخ حدیث وعلمائے سنت بریں اند کہ ایمان ابو طالب ثبوت نہ پذیرفتہ ودر صحاح احادیث ست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در وقت وفات وی بر سروی آمد وعرض اسلام کرد وی قبول نہ کرد۔

فصل ششم

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ لقراء ام القریٰ میں ابو طالب کی بیت مروی صحیح بخاری کہ ہم نے شروع جواب میں ذکر کی کہہ کر فرماتے ہیں:

هذا البيت من جملة قصيدة له فيها مدح عجيب له صلى الله تعالى عليه وسلم حتى اخذ الشيعة منها القول باسلامه۔	یہ بیت ابو طالب کے ایک قصیدہ کی ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عجب نعت ہے یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے ابو طالب کا مسلمان ہونا اخذ کرلیا۔

پھر فرماتے ہیں:

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتها ترد ذلك لیکن صاف اور روشن حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسلام ابو طالب کو رد کررہی ہیں۔

علامہ محمد بن عبدالباقی شرح مواہب میں روایت ضعیفہ ابن اسحٰق کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب مع اپنے جوابوں کے آتی ہے ذکر کرکے فرماتے ہیں:

بهذا احتج الرافضة ومن تبعهم على اسلامه رافضی اور جو اُن کے پیرو ہوئے

وہ اسی روایت سے ابو طالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔

انوار التنزیل و ارشاد العقل میں زیر آیہ کریمہ انک لا تہدی من احببت فرمایا الجمہور علی انہا نزلت فی ابی طالب جمہور ائمہ کے نزدیک یہ آیت دربارۂ ابو طالب اُتری۔

علامہ خفاجی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: اشارۃ الی الرد علی بعض الرافضۃ اذ ذھب الی اسلامہ یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ اسلام ابو طالب کے قائل ہیں۔

اصابہ میں ہے: ذکر جمع من الرافضۃ انہ مات مسلما قال ابن عساکر فی صدر ترجمتہ قیل انہ اسلم ولا یصح اسلامہ مختصرا۔ رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان مرے۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع تذکرہ ابو طالب میں فرمایا بعض اسلام ابو طالب کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں۔

زرقانی میں ہے:

الصحیح ان اباطالب لم یسلم	صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے
وذکر جمع من الرافضۃ انہ مات	رافضیوں کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام
مسلما وتمسکوا باشعار واخبار	پر مرنا مانا اور کچھ شعروں اور واہیات
واھیۃ تکفل بردھا فی	خبروں سے تمسک کیا جن کے رد کا امام
الاصابہ۔	حافظ الشان نے اصابہ میں ذمہ لیا۔

نسیم فصل کیفیۃ الصلاۃ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتسلیم میں ہے:

ابوطالب توفی کافرا وادعاء بعض	ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض
الشیعۃ انہ اسلم لا اصل لہ۔	رافضیوں کا دعویٰ باطلہ کہ وہ اسلام
	لائے محض بے اصل ہے۔

شیخ محقق شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں،

شیخ ابن حجر در فتح الباری میگوید معرفت ابو طالب بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بسیاری از اخبار آمدہ و تمسک کردہ بدان شیعہ بر اسلام وے و استدلال کردہ اند بر دعویٰ خود بچیزی کہ دلالت ندارد بر آن۔

اشعۃ میں ہے:

مخفی نماند کہ صحت اسلام ابوین بلکہ سائر آبائے وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہور ست وشیعہ اسلام ابو طالب را نیز ازیں قبیل دانند۔ اھ مختصرا

فصل ہفتم

الحمد للہ کلام اپنی نہایت کو پہنچا بعد اس قدر نصوص علیۂ وجلیۂ قرآن وحدیث وارشادات صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ قدیم وحدیث کے منصف کو چارہ نہیں مگر تسلیم اور شبہات کا حصّہ نہیں مگر فنائے عمیم پھر بھی تبیین مرام وتسکین اوہام مناسب مقام۔ عمرو نے آٹھ شبہے ذکر کیے اور نواں کہ اگر شبہہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وُہی ہے اُس سے متروک ہُوا ہم اُن سب کو ذکر کرکے بتوفیق اللہ تعالیٰ اظہار جواب وابانت صواب کریں۔

شبہہ اولیٰ کفالت اقول ہاں بالیقین مگر کفالت نبی مستلزم اطاعت نبی نہیں قال اللہ تعالیٰ فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا الآیات و قال اللہ تعالیٰ قال الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین۔

شبہہ ثانیہ نصرت وحمایت اقول ضرور مگر مدعا سے دور۔ رافضی اس سے دلیل لائے اور علمائے سنت جواب دے چکے۔ اصابہ میں فرمایا:

استدلال الرافضی بقول اللہ تعالیٰ فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون ۵ قال وعزرہ ابو طالب ونصرہ بما اشتھر وعلم ونابذ قریشا وعاداھم بسببہ مما لا یدفعہ احد من نقلۃ الاخبار فیکون من المفلحین انتھی وھذا مبلغھم من العلم وانا نسلم انہ نصرہ وبالغ فی ذلک لکنہ لم یتبع النور الذی معہ وھو الکتاب العزیز الداعی الی التوحید

ولا یحصل الفلاح الا بحصول ما ترتب علیہ من الصفات کلھا۔

یعنی اسلام ابی طالب پر رافضی اس آیت سے دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور جو نور اس نبی کے ساتھ اتارا گیا اس کے پیرو ہوتے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی نے کہا، ابوطالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وہ فلاح پانے والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے علم کی رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ابوطالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجۂ غایت کی مگر اس نور کا تو اتباع نہ کیا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اترا یعنی قرآن مجید داعی توحید اور فلاح تو جب ملے کہ جتنی صفات پر اسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔

اقول اولاً: یہ نصرت وحمایت کا قصہ بارگاہِ رسالت میں پیش ہو چکا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابوطالب چنین وچنان کرتا اسے کیا نفع ملا جواب جو ارشاد ہوا حدیث چہارم میں گزرا۔

ثانیاً: بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اوروں کو نبی کی ایذا سے روکتے اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے ہیں دیکھو آیت و حدیث سوم۔

ثالثاً: اعتبار خاتمہ کا ہے انما الاعمال بالخواتیم جب ابوطالب کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت تو اب اگلے قصے سنانا اور گزشتہ کفالت و نصرت سے دلیل لانا محض ساقط۔ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث طویل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فواللہ الذی لا الہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اھل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینھا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل	قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم میں کوئی شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے اتنے میں تقدیر

بعمل اھل النار فیدخل النار۔	غالب آجاتی ہے کہ دوزخیوں کے کام کرکے دوزخ میں جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ رب العٰلمین)

رابعاً: نہ صرف اسلام مستلزم اسلام نہ ثبوت خاص نہ ثبوت عام صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے غزوۂ خیبر میں ایک مدعی اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے عظیم قتال کیا صحابہ اس کے مداح ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی ہے اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہوجائیں (یعنی ایسے عالی درجے عمدہ کام ایسے جلیل وجمیل نصرت اسلام اور اس پر ناری ہونے کے احکام) بالآخر خبر پائی کہ وہ معرکہ میں زخمی ہوا اور دکھ کی تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مرگیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خبر سن کر فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کردیں انہ لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ وان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر بیشک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد کرتا ہے فاسق کے ہاتھ پر اسی کے قریب طبرانی نے کبیر میں عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نسائی و ابن حبان حضرت انس بن مالک اور احمد و طبرانی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند جید راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ لیؤید ھٰذا الدین باقوام لا خلاق لھم۔	بے شک اللہ عزوجل اس دین کی مدد ایسے لوگوں سے فرماتا ہے جن کا کوئی حصہ نہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ لیؤید الاسلام برجال ما ھم من اھلہ۔	بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کراتا ہے جو خود اہل اسلام سے نہیں۔

نسأل اللہ العفو والعافیہ۔

شبہہ ثالثہ محبت اقول بے شک مگر حد طبعی تک جیسے چچا کو بھتیجے سے چاہیے اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی نوجوان گزرے ہونے کی اکلوتی نشانی پھر اُس پر جمال صورت و کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دیکھیں تو فدا ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاندان ہاشمی ایک اسی چراغ محمود و شمع بے دود سے روشن تھا خاندانی حمیت ہر عاقل کو ہوتی ہے خصوصاً عرب خصوصاً قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کا عظیم مادہ و لہٰذا جب یہ آیہ کریمہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوتِ اسلام شروع کی اشرافِ قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی اٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور انھیں ہم کو دے دو اور ایسی ارادۂ فاسدہ پر عمارہ بن ولید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے انھیں دے دیں گے ابوطالب نے کہا:

واللہ لبئس ما تسوموننی اتعطونی	خدا کی قسم کیا بُری گاہکی میرے ساتھ کرتے
ابنکم اغذوہ لکم واعطیکم ابنی	ہو کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمھارے لیے
تقتلونہ ھذا واللہ ما لا یکون	اُسے کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا
ابدا احین تروح الابل فان حنت	بیٹا تمھیں دے دوں کہ تم اُسے قتل کرو۔
ناقۃ الی غیر فصیلہا دفعتہ	خدا کی قسم یہ کبھی ہونی نہیں جب اونٹ شام
السیکم ۔	کو نکلتے ہیں تو اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر
	دوسرے کی طرف میل کرتی ہو تو میں بھی تم
	سے اپنا بیٹا بدل لوں ۔

ملخصاً من حدیث ابن اسحاق ذکرہ بلاغا و من حدیث مقاتل ذکرہ فی المواھب۔

ابوطالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے بچے سے ہوتی ہے ایسی محبت ایمان نہیں ایمان حب شرعی ہے ابوطالب میں اُس کی شان نہیں محبت شرعی و ایمانی ہوتی تو نار کو عار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملتِ جاہلیت پر اصرار کیوں ہوتا۔

امام[۱۳۱] قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں،

قد کان ابوطالب یحوطہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینصرہ و یحبہ حبا طبعیا لا شرعیا فسبق القدر فیہ و استمر علی کفرہ وللہ الحجۃ السامیۃ۔

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت سب کچھ کی طبعی محبت بہت کچھ رکھی مگر شرعی محبت نہ تھی آخر تقدیرِ الٰہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی اور اللہ ہی کے لیے ہے حجت بلند۔

نسیم[۱۳۲] الریاض میں ہے:

حنوہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومحبتہ لہ امر مشہور فی السیر وکان یعظمہ ویعرف نبوتہ ولکن لم یوفقہ اللہ للاسلام وفی الامتاع ان فیہ حکمۃ خفیۃ من اللہ تعالیٰ لانہ عظیم قریش لا یمکن احدا منھم ان یتعدی علی ما فی جوارہ فکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بدء امرہ فی کنف حمایتہ یذبھم عنہ کما قال ؎

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم
حتی اوسد فی التراب دفینا

فلو اسلم لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ بد من الھجرۃ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی مہر و محبت مشہور ہے اور تعظیم و معرفت نبوت معلوم مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی۔ اور کتاب[۱۳۳] الامتاع میں فرمایا: ابوطالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے وہ سردار قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر تعدی نہ کر سکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں اُن کی حمایت میں تھے وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے خود ایک شعر میں کہا ہے خدا کی قسم تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر لٹا نہ دیا جاؤں تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک اُن کی پناہ کوئی

چیز رہتی آخر اُن کے انتقال پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمانی ہُوئی۔

اقول قربِ انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہوسکتی ہے مرتے وقت کفر پر اصرار کی حکمت اللہ جانے یا اُس کا رسول۔ شاید اس میں اوّلاً یہ نکتہ ہو کہ اگر اسلام لاکر مرتے مخالف گمان کرتے کہ اللہ کے رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ فریب برتا اپنے چچا کو مسلمان تو کرلیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھنے کے لیے ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وُہ کام نہ رہا ظاہر کروایا۔

ثانیاً اُن مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ حالتِ کفر میں مرے جس کا پتہ حدیث ان ابی و اباك دیتی ہے اول ناگوار ہوا جب اپنے چچا کو شامل فرمایا سکون پایا۔

ثالثاً مسلمانوں کے لیے اُسوۂ حسنہ قائم فرمانا کہ اپنے اقارب جب خدا کے خلاف ہوں اُن سے براءت کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں نماز نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے حبیب کو منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔

رابعاً عمل میں اخلاص للہ و خوف و انقیاد کی ترغیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر پُھول بیٹھنے سے ترہیب جب ابوطالب کو ایسی نسبت قریبہ آن کارہائے عجیبہ بوجہ نامنقادی کام نہ آئی تو اور کیا چیز ہے الی غیر ذٰلك مما اللہ ورسولہٗ بہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شبہہ رابعہ نعت شریف **اقول** یہ تو اور حجت الٰہیہ قائم ہونا ہے جب ایسا جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود عنود قبل طلوع شمس رسالت کیا کچھ نعت و مدحت نہ کرتے جب کوئی مشکل آتی، مصیبت مُنہ دکھاتی حضور سے توسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دُعا مانگتے:

اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث فی اٰخر الزمان الذی نجد صفتہ فی التورٰۃ۔	الٰہی ہمیں ان پر مدد دے صدقہ نبی آخر الزماں کا جس کی نعت ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔

پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا:

کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین ۵

اصابہ میں فرماتے ہیں:

اما شھادۃ ابی طالب بتصدیق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالجواب عنہ وعما ورد من شعر ابی طالب فی ذٰلك انہ نظیر ما حکی اللہ تعالیٰ عن کفار قریش وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا فکان کفرھم عنادا ومنشؤہ من الانفۃ والکبر والی ذٰلك اشار ابو طالب بقولہ لولا ان تعیرنی قریش۔

یعنی ابوطالب کے ان اشعار و غیرہا کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہِ ظلم و تکبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے ہیں تو یہ کفرِ عناد ہوا اور اس کا منشا تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے خود ابوطالب نے اِس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے آتا۔

شبہہ خامسہ حضور کا استغفار فرمانا **اقول** اوّلاً اس کا جواب خود رب الارباب جل جلالہ دے چکا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قید لگادی تھی ما لم انہ عنہ یہ لئے استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ ربّ العزۃ جل جلالہ نے منع فرمادیا اب اُس سے استناد خرط القتاد۔

ثانیاً خود یہ وعدہ ہی کلمہ طیبہ سے انکار سن کر ارشاد ہوا تھا دیکھو حدیث دوم پھر اسے دلیلِ اسلام ٹھہرانا عجب ہے۔

شبہہ سادسہ حکایت جامع الاصول **اقول** سیّد اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابوطالب کو مشرک کہتے باوصف حکم اقدس غسل و کفن میں تامل عرض کرتے سید السادات سید الکائنات علیہ و علیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات اسے مقرر رکھتے، جنازہ میں شرکت سے باز رہتے سیدنا جعفر بن ابی طالب و امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ اسلام ترکۂ کفار سے محرومی پاتے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی

وجہ کفر ابی طالب بیان فرماتے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختن اہلبیت اسے کافر کا ترکہ مومن کو نہ ملنے کی دلیل ٹھہراتے۔ سیدنا عباس عمِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے حال سے سوال کرکے وہ جواب پاتے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت وان یھلکون الا انفسھم کا ابو طالب میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہشتم اور ام المومنین ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ہفتم امیر المومنین علی برادر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت فرماتے ہیں یہ سروران وسرداران اہلبیت کرام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان کے بعد وہ کون سے اہلبیت قائل اسلام ابو طالب ہوئے کیا قرآن وحدیث واطباق ائمہ قدیم وحدیث کے مقابل ایسی حکایات بے زمام وخطام کچھ کام دے سکتے ہیں حاشا لاجرم شیخ محقق مدارج[۴۳] النبوۃ میں فرماتے ہیں:

از اعمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ وعباس مسلمان نہ شدہ اند وابو طالب وابولہب زمان اسلام را دریافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ جمہور علماء برین اند وصاحب جامع الاصول آوردہ کہ زعم اہلبیت آن ست کہ ابو طالب مسلمان از دنیا رفتہ واللہ اعلم بصحتہ کذا فی روضۃ[۴۴] الاحباب۔

اقول علماء کا جا بجا کفر ابی طالب پر اجماع نقل فرمانا اور اسلام ابی طالب کا قول مزعوم روافض بتانا جس کے نقول اگلے فصول میں مذکور و منقول اس حکایت بے سروپا کے رد کو بس ہے کیا باوصف خلاف ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہو سکتا یا معاذ اللہ ان کا خلاف ولیتدبہ ٹھہرا کر دعوے اتفاق فرما دیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلاف حاصل تو جانب اجانب اعنی روافض قصر نسبت پر کیا حال پس عند التحقیق یہ حکایت بے اصل اور محکی عنہ معدوم وباطل ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقۂ روافض ہے مراد ہوں تو عجب نہیں اور شبہہ زائل۔

شبہہ سابعہ عبارت شرح سفر السعادۃ **اقول** یہ تہمت محض ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

کی عبارتیں خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گزر چکیں جو اس کی تکذیب کو بس ہیں۔ شیخ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ابو طالب کا کفر ثابت کرتی ہے علمائے سنت ابو طالب کا کفر مانتے ہیں شیعہ اُنھیں مسلمان جانتے ہیں اُن کے دلائل مردود وباطل ہیں ان سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا محل ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آباد واجداد حضور سید انام علیہ افضل الصلاۃ والسلام تحریر فرمائی ہے حیث قال متاخران ثابت کردہ اند کہ آبار واجداد آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک ومصفا بودند از دنس شرک وکفر باری کم ازان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند وصرفہ نگاہ دارند۔

شبہہ ثامنہ وصیت نامہ **اقول اولاً** وہ ایک حکایت منقطعہ ہے جس کا منتہائے سند ایک رافضی غالی، مواہب شریف میں جس سے عمرو ناقل یہ وصیت نامہ یوں منقول حکی عن ھشام بن السائب الکلبی او ابیہ انہ قال لما حضرت اباطالب الوفاۃ جمع الیہ وجوہ قریش الخ یعنی ہشام بن محمد بن سائب کلبی کوفی یا اُس کے باپ کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابو طالب نے مرتے وقت عمدگان قریش کو جمع کرکے وصیت کی۔ ہشام وکلبی دونوں رافضی مطعون ہیں میزان الاعتدال میں ہے:

قال البخاری ابوالنضر الکلبی	امام بخاری نے فرمایا کلبی کو امام یحییٰ بن
ترکہ یحییٰ وابن مھدی قال	معین وامام عبد الرحمٰن بن مہدی نے متروک
علی ثنا یحییٰ عن سفیٰن قال	کیا امام سفیان فرماتے ہیں مجھ سے کلبی
الکلبی کلما حدثتک عن ابی	نے کہا جتنی حدیثیں میں نے آپ کے سامنے
صالح فھو کذب وقال یزید	ابو صالح سے روایت کی ہیں وہ سب
بن زریع ثنا الکلبی وکان سبائیا	جھوٹ ہیں یزید بن زریع نے کہا کلبی رافضی
قال الاعمش اتق ھذہ السبائیۃ	تھا امام سلیمان اعمش تابعی نے فرمایا کہ
فانی ادرکت الناس وانما یسمونھم	ان رافضیوں سے بچو میں نے علماء کو پایا
الکذابین البلیتو ذکی سمعت ھماما	کہ ان کا نام کذاب رکھتے تھے۔ ہمام
یقول سمعت الکلبی یقول انا	کہتے ہیں میں نے خود کلبی کو کہتے سُنا کہ

سبائی عن ابی عوانة سمعت کلبی یقول کان جبرئیل یملی الوحی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخلاء جعل یملی علی علی قال الجوزجانی وغیرہ کذاب وقال الدارقطنی وجماعة متروک قال ابن حبان مذهبه ووضوح الکذب فیه اظهر من ان یحتاج الی وصفه لا یحل ذکرہ فی الکتب فکیف الاحتجاج به اھ ملتقطا۔

مَیں رافضی ہُوں ابو عوانہ کہتے ہیں کلبی نے میرے سامنے کہا کہ جبرئیل نبی کو وحی لکھاتے تھے جب حضور بیت الخلا کو تشریف لے جاتے تو مولیٰ علی کو لکھانے لگتے، جوزجانی وغیرہ نے کہا کلبی کذاب ہے۔ دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا متروک ہے ابن حبان نے کہا اُس کا مذہب اور اُس میں کذب کا وضوح ایسا روشن ہے کہ محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا ذکر کرنا حلال نہیں نہ کہ اُس سے سند لانا۔

اُسی میں ہے:

ھشام بن محمد بن السائب الکلبی قال احمد بن حنبل انما کان صاحب اخبار ونسب ما ظننت ان احدا یحدث عنه وقال الدارقطنی وغیرہ متروک وقال ابن عساکر رافضی لیس بثقة۔

امام احمد نے کلبی کے بیٹے ہشام کی نسبت فرمایا وہ تو یہی کچھ کہانیاں کچھ نسب نامے جانتا تھا مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اُس سے حدیث روایت کرے گا امام دارقطنی وغیرہ نے فرمایا متروک ہے امام ابن عساکر نے کہا رافضی نامعتمد ہے۔

ثانیاً خود اُسی وصیت نامہ میں وُہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اُن حاضرین سے کہا:

قد جاء بلم قبله الجنان وانکرہ اللسان مخافة الشنان۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس وہ بات لے کر آئے جسے دل نے مانا اور زبان نے انکار کیا اس خوف سے کہ لوگ دشمن ہوجائیں گے۔

علامہ زرقانی اُس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لما تعیرونه به من تبعیته لابن اخیه۔ یعنی وُہ خوف یہ ہے کہ تم عیب لگاؤ گے کہ اپنے بھتیجے کا تابع ہوگیا یعنے بھتیجا تو بیٹے کی مثل ہے اُنھیں امام بناتے آپ غلام بنتے عار آتی ہے تم طعنہ کروگے اس لیے اسلام سے انکار رہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔

ثالثاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول مگر جب اوروں کو وصیت ہو خود جاہلیت ہو تو اُس سے کیا حصول قال اللہ تعالیٰ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اللہ کو سخت دشمن ہے یہ بات کہ کہو اور نہ کرو تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ اوروں کو ترغیب دیتا اور آپ بچتا وہی انداز وقت مرگ برتا۔

اصابہ[١٣٤] میں فرمایا:

اما امر ابی طالب ولدیه باتباعه فترک ذلک من جملة العناد وھو ایضاً من حسن نصرته له وذبه عنه ومعاداته قومه بسببه۔

رہا ابوطالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنا کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو خود اُس کا ترک کرنا یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی اُسی خوبی مدد وحمایت اور حضور کے باعث اپنی قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔ یعنی جہاں وُہ سب کچھ تھا این ہمہ بر علم ایمان بے اذعان ملنا کیا امکان ولہذا علمائے کرام جہاں ابوطالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی الکفر کی بھی تصریح کرجاتے ہیں اسی مواہب لدنیہ اور اُن کی دُوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اُوپر گزرے۔

مجمع البحار[١٣٥] میں ہے:

فی العاشرة دنا موت ابی طالب فوصی بنی المطلب باعانته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومات فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنه ان عمک الضال قد مات قال فاغسله وکفنه وواره غفر اللہ له فجعل یستغفر له ایاما حتی نزل ما کان للنبی۔ یعنی نبوت سے دسویں سال ابوطالب کو موت آئی بنی مطلب کو مددگاری نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے وصیت کرکے مرگئے۔ اس پر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی، حضور کا گمراہ چچا مرگیا۔ فرمایا نہلا کفنا کر دبا دے اللہ اُسے بخشے کچھ دنوں دعائے مغفرت فرماتے رہے یہاں تک کہ آیت اُتری نبی کو روا نہیں کہ مشرکوں جہنمیوں کی بخشش مانگے۔

علامہ حفنی رحمۃ اللہ تعالیٰ حاشیہ شرح ہمزیہ میں لکھتے ہیں:

قال القرطبی فی المفھم کان ابوطالب لیعرف صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل ما یقولہ و یقول لقریش تعلمون واللہ ان محمدا لم یکذب قط ویقول لابنہ علی اتبعہ فانہ علی الحق غیر انہ لم یدخل فی الاسلام ولم یزل علی ذلک حتی حضرتہ الوفاۃ فدخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طامعًا فی اسلامہ وحریصًا علیہ باذلا فی ذلک جھدہ مستفرغا ما عندہ ولکن عاقت عن ذلک عوائق الاقدار التی لا ینفع معھا حرص ولا اعتذار۔

یعنی امام قرطبی رحمۃ اللہ نے مفہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا ابوطالب خوب جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے قریش سے کہتے خدا کی قسم تمھیں معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے کہتے ان کے پیرو رہنا کہ یہ حق پر ہیں یہ سب کچھ تھا مگر خود اسلام میں نہ آئے موت آنے تک اُسی حال پر رہے اُس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف فرما ہُوئے اس امید پر کہ شاید مسلمان ہو جائیں اس کی حضور کو سخت خواہش تھی جو کچھ کوشش ممکن تھی سب خرچ فرما دی مگر وہ تقدیریں آڑے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے نہ عذر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

شبہہ تاسعہ الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہو گئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے محض مہملات تھے اب ایک شبہہ باقی رہا جس سے زمانۂ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ اسلام ابی طالب میں استناد کیا اور اکابر ائمہ و علمائے اہل سنت مثل امام اجل بیہقی و امام جلیل سہیلی و امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدر الدین محمود عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیاربکری

و علامہ محمد زرقانی و شیخ محقق دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا۔ سنّی کے لیے تو اسی قدر سے جواب ظاہر ہو گیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے ائمہ و علمائے اہلسنت مگر تتمیم فائدہ کے لیے فقیر غفرلہ المولی القدیر وہ شبہہ اور علماء کے اجوبہ ذکر کرکے جو کچھ فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوا تحریر کرے وباللہ التوفیق

ابن اسحاق نے سیرت میں ایک روایت شاذہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ کہ ابوطالب کے مرض الموت میں اشراف قریش جمع ہو کر ان کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سمجھا دو کہ ہمارے دین سے غرض نہ رکھیں ہم اُن کے دین سے تعرض نہ کریں ابوطالب نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کی۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ ایک بات کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ اور عجم تمہاری مطیع۔ ابوجہل لعین نے عرض کی حضور ہی کے باپ کی قسم ایک بات نہیں دس باتیں۔ فرمایا: تو لا الٰہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر کافر تالیاں بجا کر بھاگ گئے۔ ابوطالب کے منہ سے نکلا خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو اُن سے نہ چاہی تھی۔ اس کہنے سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمید پڑی کہ شاید یہی مسلمان ہو جائیں۔ حضور نے بار بار فرمانا شروع کیا: اے چچا! تو ہی کہہ لے جس کے سبب سے مَیں تیری شفاعت روزِ قیامت حلال کرلوں۔ جب ابوطالب نے حضور کی شدتِ خواہش دیکھی، کہا: اے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی خود ابوطالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہُوا، کلمہ پڑھ لیا، تو میں پڑھ لیتا اور وہ بھی کس طرح پڑھتا لا اقولھا الا لاسرک بھا صرف اس لیے کہ حضور کی خوشی کر دوں۔ یہ باتیں نزع میں تو ہو ہی رہی تھیں جب روح پرواز کرنے کا وقت نزدیک آیا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے لبوں کو جنبش دیکھی کان لگا کر سنا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ ان یقولھا اے میرے بھتیجے خدا کی قسم میرے بھائی نے وُہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اُس سے کہلواتے تھے قال فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم اسمع سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں نے نہ سُنی۔ یہ وہ روایت ہے علماء نے اس سے پانچ جواب دیے:

Scanned by CamScanner

اوّل یہ روایت ضعیف و مردود ہے۔ اِس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے۔ یہ جواب امام بیہقی پھر امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدرالدین محمود عینی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیار بکری و علامہ زرقانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ خمیس میں ہے:

قال البیہقی انہ منقطع الخ وسیأتی تمامہ۔

عمدۃ القاری میں ہے: فی سندہ من لم یسم۔

شرح مواہب میں ہے: روایۃ ابن اسحاق ضعیفۃ۔

اُسی میں ہے: فیہ من لم یسم۔

شرح ہمزیہ میں ہے: روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسر الیہ الاسلام عند موتہ۔

اصابہ میں ہے: لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعۃ اثبت فیہ اسلام ابی طالب منہا ما اخرجہ عن محمد بن اسحٰق الی ان قال بعد نقل متمسکات (الرافضی) اسانید ھذہ الاحادیث واھیۃ۔

یعنی میں نے ایک رافضی کا رسالہ دیکھا جس میں اُس نے بعض روایات سے اسلام ابی طالب ثابت کرنا چاہا ہے۔ ازاں جملہ یہ روایت ابن اسحٰق ہے۔ ان سب کی سندیں واہی ہیں **اقول** وباللہ التوفیق ھٰھنا امور یجب التنبہ لہا۔

اولہا لیس المنقطع ھہنا فی کلام البیہقی بالاصطلاح المشہور عند الجمہور انہ الذی سقط من سندہ راوٍ اما مطلقا او بشرط ان لا یسقط ازید من واحد علی التوالی وھو المرسل علی الاول او منہ علی الثانی باصطلاح الفقہاء واھل الاصول واذا نظفت رجالہ فعندنا وعند الجمہور مقبول کیف وذلک خلاف الواقع فی روایۃ ابن اسحاق فان سندہ علی ما رأیت فی سیرۃ ابن ھشام ونقلہ الحافظ وغیرہ فی الفتح وغیرہ ھکذا **حدثنی** العباس بن عبد اللہ بن معبد عن بعض اھلہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وھذا لا انقطاع فیہ کما تری ولا مساغ لارادۃ الانقطاع من قبل ان ابن عباس لم یدرک الواقعۃ

فانہ انما ولد عام مات ابو طالب ولد قبل الھجرۃ بثلث سنین کما فی التقریب وکذلک ارخ ابن الجزار موت ابی طالب قبل ھجرتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بثلث سنین کما فی المواھب وذلک لان مراسیل الصحابۃ مقبولۃ بالاجماع ولا عبرۃ بمن شذ فی تقریب النووی ھذا کلہ فی غیر مرسل الصحابی اما مرسلہ فمحکوم بصحتہ علی المذھب الصحیح قال فی التدریب قطع بہ الجمہور من اصحابنا وغیرھم واطبق علیہ المحدثون وفی مسلم الثبوت ان کان من الصحابی یقبل مطلقا اتفاقا ولا اعتداد لمن خالف اھ وانما سماہ البیہقی منقطعا علی اصطلاح لہ ولشیخہ الحاکم ان المبہم ایضا من المنقطع فی التقریب والتدریب (اذا قال) الراوی فی الاسناد (فلان عن رجل عن فلان فقال الحاکم) ھو (منقطع لیس مرسلا وقال غیرہ مرسل) قال العراقی کل من القولین خلاف ما علیہ الاکثرون فانہم ذھبوا الی انہ متصل فی سندہ مجہول وزاد البیہقی علی ھذا فی سننہ فجعل ما رواہ التابعی عن رجل من الصحابۃ لم یسم مرسلا اھ مختصرا وفیہا النوع العاشر المنقطع الصحیح الذی ذھب الیہ الفقہاء والخطیب وابن عبد البر وغیرھما من المحدثین ان المنقطع ما لم یتصل اسنادہ علی ای وجہ کان انقطاعہ) فھو والمرسل واحد (واکثر ما یستعمل فی روایۃ من دون التابعی عن الصحابۃ کمالک عن ابن عمر وقیل ھو ما اختل منہ رجل قبل التابعی) الصواب قبل الصحابی (محذوفا کان) الرجل (او مبہما کرجل) ھذا بناء علی ما تقدم ان فلانا عن رجل یسمی منقطعا وتقدم ان الاکثرین علی خلافہ ثم ان ھذا القول ھو المشہور لبشرط ان یکون الساقط واحدا فقط او اثنین لا علی التوالی کما جزم بہ العراقی وشیخ الاسلام اھ ملخصا۔

ثانیہا لیس المبہم من المجہول المقبول عندنا وعند کثیر من الفحول او اکثرھم فان الراوی اذا لم یرو عنہ الا واحد فمجہول العین نمشیہ نحن وکثیر من المحققین واذا زکی ظاھرا لا باطنا فمستور نقبلہ نحن واکثر المحققین

کما بینته فی منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین وظاہر ان شیئا من ھذا لا یعرف الا بالتسمیة فالمبہم لیس منہما فی شیئ بل ھو کمجہول الحال الذی لم تعرف عدالته باطنا ولا ظاہرا وان خصصناہ ایضا بمن سمی فلیس من المجہول المصطلح علیه اصلا وان کان یطلق علیه اسم المجہول نظرا الی المعنیٰ اللغوی وتحقیق الحکم فیه ان ابہام راو غیر الصحابی بغیر لفظ التعدیل کحدثنا ثقة لیس کحذفه عندنا فی القبول فان الجزم مع الاسقاط امارة الاعتماد بخلاف الاسناد قال فی مسلم الثبوت وشرح فواتح الرحموت (قال رجل لا یقبل فی) المذہب (الصحیح) ولیس ھذا کالارسال کما نقل عن شمس الائمة لان ھذا روایة عن مجہول والارسال جزم بنسبة المتن الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وھذا لا یکون الا بالتوثیق فافترقا (بخلاف) قال ثقة او رجل من الصحابة لان ھذا روایة ثقة لان الصحابة کلہم عدول (ولو اصطلح علی معین) معلوما لعدالة علی التعبیر برجل (فلا اشکال) فی المقبول اھ **اقول** ویترا ای لی استثناء من ابہم وقد علم من عادته انه لا یروی الا عن ثقة کامامنا الاعظم والامام احمد وغیرہما ممن سمیناھم فی منیر العین فان المبہم اما من مجہول الحال او کمثله وقد صرحوا فیه بہذا التفصیل قال فی الکتابین (فی روایة العدل) عن المجہول (مذاہب) احدھا (التعدیل) فان شان العدل ان لا یروی الا عن عدل (و) الثانی (المنع) لجواز روایته تعویلا علی المجتہد انه لا یعمل الا بعد التعدیل (و) الثالث (التفصیل بین من علم) من عادته (انه لا یروی الا عن عدل) فیکون تعدیلا (اولا) فلا (وھو) ای الثالث (الاعدل) وھو ظاہر اھ باختصار۔

ثالثہا لیس الحکم علی کافر معلوم الکفر لا سیما المدرک صحبة لغویة بطلریات الاسلام من باب الفضائل المقبول فیه الضعاف باتفاق الاعلام کیف وانه یجتنی علیه کثیر من الاحکام کتحریم ذکرہ الا بخیر ووجوب تعظیمه

وطلب الترضی علیه اذا ذکر بعد ما کان ذالک ضرا ما بل ربما الخبر الی الکفر والعیاذ باللہ تعالیٰ وقبول قوله فی الروایات ان وقعت الی غیر ذالک والیقین لا یزول بالشک والضعیف لا یرفع الثابت وانما السر فی قبول الضعاف حیث تقبل انہا ثمه لم تثبت شیئا لم یثبت کما حققناہ بما لا مزید علیه مادفع الاوھام المتطرقة الیه فی رسالتنا الہاد الکاف فی حکم الضعاف نا ذا لم تکن لتثبت ما لم یثبت فکیف ترفع ما قد ثبت ما ھذا الا غلط وشطط وھذا واضح جدا فاتضح بحمد اللہ تعالیٰ ان الروایة ضعیفة واھیة وانہا فی اثبات ماریم منہا غیر مغنیة ولا کافیة ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

ثانیا اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو اُن احادیث جلیلہ جزیلہ صحاح اصح کے مخالف تھی لہذا مردود ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب اُن کے مقابل کیا التفات کے قابل **اقول** جواب اول بنظر سند تھا یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سنداً صحیح بھی ہوتی تو متناً شاذ تھی اور ایسا شذوذ قادح صحت یوں بھی ضعیف رہتی اب کہ سنداً بھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہر حال مردود ونامعتبر۔ یہ جواب بھی علمائے ممدوحین نے دیا اور امام قسطلانی وشیخ محقق نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔

خمیس[141] میں بعد عبارت مذکورہ امام[142] بیہقی سے ہے: والصحیح من الحدیث قد اثبت لابی طالب الوفاة علی الکفر والشرک کما رویناہ فی صحیح البخاری۔ یعنی حدیث صحیح ابو طالب کا کفر وشرک پر مرنا ثابت کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود بعینہٖ اسی طرح مواہب[143] میں ہے۔ عمدہ[144] میں بعد عبارت مذکورہ اور زرقانی میں امام حافظ الشان سے ہے ولو کان صحیحا لعارضه حدیث الباب لانه اصح منه فضلا عن انه لم یصح۔

اصابہ میں بعد کلام سابق ہے، وعلی تقدیر ثبوتہا فقد عارضہا ما ھو اصح منہا۔ پھر حدیث دوم ذکر کر فرمایا: فہذا ھو الصحیح الذی یرد الروایة التی ذکرھا ابن اسحٰق یہ حدیث روایت ابن اسحاق کو رد کر رہی ہے شرح ہمزیہ کی عبارت اوپر گزری صراحۃً

الاحادیث المتفق علی صحتہا تو ذٰلک صریح حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسے رد کر رہی ہیں۔

مدارج[131] النبوۃ میں ہے: در احادیث و اخبار اسلام وے ثبوت نیافتہ جز انچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ کہ وے اسلام آورد نزدیک بوقت مرگ وگفتہ کہ چون قریب شد موت وے عباس گفت یا ابن اخی واللہ تحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو او را بدان و در روایتی آمدہ کہ آں حضرت گفت من نشنیدم با آنکہ حدیث اثبات کردہ است برای ابو طالب کفر را۔اھ مختصرا۔

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالٰی کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ نے یہاں ہامش مدارج پر اپنی دو حاشیے لکھے پائے جن کی نقل خالی از نفع نہیں۔

ل قول شیخ جز انچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ پر باین عبارت **اقول** ایں استثناء منقطع ست ائمہ فن ہمچو امام بیہقی و امام ابن حجر عسقلانی و امام عینی و امام ابن حجر مکی وغیرہم تصریح کردہ اند بضعف این روایت زیرا کہ در وے راوی مبہم واقع شدہ باز مخالفت صحاح منکر ست و شیخ در اٰخر کلام خود اشارہ بضعف او میکند کہ با آنکہ حدیث صحیح اثبات کردہ است الخ معلوم شد کہ این صحیح نیست۔ دوم قول شیخ و در روایتی آمدہ پر بایں الفاظ **اقول** این لفظ ایہام میکند آں را کہ اینجا دو روایت ست و روایت مذکورۂ ابن اسحٰق عاری ست از ذکر رد فرمودن نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بقول مبارکش لم اسمع حالانکہ نہ چنان ست بلکہ این تتمۂ ہمان روایت ابن اسحاق ست بریں معنی آگاہ باید بود۔

ثالثا خود قرآن عظیم اسے رد فرما رہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو استغفار سے کیوں ممانعت آتی۔ یہ جواب حافظ الشان کا ہے اور اُسے خمیس میں بھی ذکر کیا۔

اصابہ[132] میں بعد عبارت مذکورۂ قریبہ ہے: اذ لو کان قال کلمۃ التوحید ما نھی اللہ تعالٰی نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الاستغفار لہ **اقول** استغفار سے نہی کفر میں صریح نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں میت

مدیوں کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے ممنوع تھے۔ علمائے متاخرین نے حدیث استاذنت ربی ان استغفر لامی فلم یاذن لی کا یہی جواب دیا ہے تو استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ للمشرکین و لفظ اصحٰب الجحیم سے اولٰی و انسب ہے اگر کلمۂ اسلام پر موت ہوتی تو رب العزۃ ابو طالب کو مشرک کیوں بتاتا اصحاب نار سے کیوں ٹھہراتا لاجرم یہ روایت بے اصل ہے۔

رابعا اقول اُس میں ایک علت اور ہے حدیث صحیح چہارم دیکھیے خود یہی عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں یا رسول اللہ! حضور نے اپنے چچا ابو طالب کو بھی کچھ نفع دیا وہ حضور کا غمخوار طرفدار تھا ارشاد ہوا ہم نے اُسے سراپا جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرما دی کہ ٹخنوں تک آگ ہے میں نہ ہوتا تو اسفل السافلین اُس کا ٹھکانا تھا۔ سبحٰن اللہ اگر عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمۂ توحید پڑھنا سُنتے تو اس سوال کا کیا محل تھا وہ نہ جانتے تھے کہ الاسلام یجب ما قبلہ مسلمان ہو جانا گزرے ہوئے سب اعمال بد کو ڈھا دیتا ہے۔ کیا وہ نہ جانتے تھے کہ اخیر وقت جو کافر مسلمان ہو کر مرے بے حساب جنت میں جائے من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پرانے قصے نصرت و یاری و حمایت و غمخواری یہ نہیں کہتے یا رسول اللہ! وہ تو کلمۂ اسلام پڑھ کر مرا ہے یہ پوچھتے ہیں کہ حضور نے اُسے بھی کچھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتے کہ کون سے اعلٰی درجات جنت عطا فرمائے وہ حالت صحیح ہوتے تو یہ طرز سوال یوں ہوتا کہ یا رسول اللہ! ابو طالب کا خاتمہ ایمان پر ہوا اور حضور کے ساتھ اُن کی نہایت محبت و کمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ عزوجل نے فردوس اعلٰی کا کون سا محل اُنھیں کرامت فرمایا تو نظرِ انصاف میں یہ سوال ہی اِس روایت کی بے اصلی پر قرینہ واضحہ ہے اور جواب تو جو ارشاد ہوا ظاہر ہے والعیاذ باللہ تعالٰی ارحم الراحمین یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ نے اپنے فتوائے سابقہ مختصرہ میں ذکر کیا تھا اب شرح مواہب میں دیکھا کہ علامہ[133] زرقانی نے بھی اِس کی طرف ایما کیا، فرماتے ہیں: فی سوال العباس عن حالہ دلیل علی ضعف روایۃ ابن اسحٰق لانہ لو کانت الشہادۃ عندہ لم یسئل لعلمہ بحالہ **اقول** یوہیں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی

عنہا جن کی طرف اس کی روایت نسبت کی جاتی ہے علاوہ اُس تفسیر کے جو آیت ثالثہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کر وہ حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابو طالب کے بارے میں وہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سُن چکے ہیں جس میں ناری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اِس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابو طالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں نسخ و تغییر کو راہ نہیں مگر لازم بحکم حدیث صحیح صحیح مسلم باطل تو ملزوم بھی حلیہ صحت سے عاطل فافہم۔

خامساً یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہُوئے تھے کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہُوتے ہیں اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کا کلمہ پڑھنا نہ سُنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا۔ یہی ارشاد ہُوا کہ ہم نے نہ سُنا اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکنار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وُہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقول ہو سکتی ہے **اقول** پہلے جوابوں کا حاصل سنداً یا متناً روایت کی تضعیف تھی اُس جواب میں اُسے ہر طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعی سے مس نہیں اُس سے یہ ثابت نہ ہُوا کہ ابو طالب نے کلمہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہُوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے یہ جواب امام سہیلی نے روض الانف میں ارشاد فرمایا اور اُن کے بعد امام عینی و امام قسطلانی نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے: قال السہیلی ان العباس قال ذٰلك فی حال کونه علی غیر الاسلام ولو اداها بعد الاسلام لقبلت منه **اقول** وباللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی ارشاد فرمایا کہ ہمارے مسامع قدسیہ تک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا اور نہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش بلیغ ہو نفس نفس اس حد شمت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وُہ امر عظیم محبوب وقوع میں آئی ایسے سہل

لفظوں میں جواب دے دیا جائے لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم سُنتے تو ٹھیک تھا یہ صریح رد شہادت ہے تو جو گواہی خدا و رسول رد فرما چکے وُہ سرا اُس کا قبول کرنے والا کون۔ وبہذا التحقیق الانیق استنار د للہ الحمد ان الامام العینی قد احسن اذ اقتصر فی نقل کلام الامام السہیلی علی ملمر و نعما فعل اذ لم یتعد الی ما تعدی الیه الامام القسطلانی وتبعه العلامة الزرقانی حیث اثرا کلامه برمته واقرا علیه وھذا لفظهما (اجیب) کما قال السہیلی فی الروض (بان شہادة العباس لابی طالب لو اداھا بعد ما اسلم کانت مقبولة ولم ترد) شہادته (بقوله علیه الصلاة والسلام لم اسمع لان الشاھد العدل اذا قال سمعت وقال من ھو اعدل منه لم اسمع اخذ بقول من اثبت السماع) قال السہیلی لان عدم السماع یحتمل اسبابا منعت الشاھد من السمع (ولکن العباس شہد بذلك قبل ان یسلم) فلا تقبل شہادته اھ فلیس الکلام فی ان عباسا اثبت والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نفی فھما شہادتان جارتا عندنا احدھما تثبت والاخری تنفی فنقدم التی تثبت لو کان صاحبها عدلا ومعاذ اللہ ان تقدم علی قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لم یقبل شہادة العباس ولم یکن الیھا فھو صلی اللہ علیه وسلم قاض لا شاھد اخر وانما الشاھد العباس وحده فاذا لم یقبلها النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فمن یقبلها بعده ھذا ما عندی وانا فی عجب عاجب ھھنا من کلام ھؤلاء الاعلام الاکابر فامعن النظر لعل له معنی قصرت عنه ید فہمی القاصر۔ یہ اجلہ علماء ہیں اور بحمد اللہ کافی ووافی وصافی ہیں۔ وانا **اقول** وباللہ التوفیق۔

سادساً ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت اُنھیں احادیث صحیحین کی مثل سنداً و متناً ہر طرح اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بروجہ کمال مقبول و نجیح پھر بھی نہ مستدل کو نافع نہ کفر ابی طالب کی اصلا دافع۔ آخر جب بحکم احادیث جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک وناری بتا رہی ہے تو یہ تو کسی کے مٹائے مٹا نہیں یہ دوسری

حدیث کہ فرضاً اُسی پلہ کی صحیح و جلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے کہ ابو طالب نے اخیر وقت لا الٰہ الا اللہ کہا یہ نہیں بتاتے کہ وُہ وقت کیا تھا آخر وقت دو ہیں ایک وُہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں اور وقت وقت قبول ایمان ہے دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت غرغرہ ہو پردے اُٹھ جائیں جنت و نار پیشِ نظر ہو جائیں یؤمنون بالغیب کا محل نہ رہے کافر کا اُس وقت اسلام لانا بالاجماع مردود و نامقبول ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے: فلم یک ینفعهم ایمانهم لما رأوا باسنا سنة اللّٰه التی قد خلت فی عباده وخسر هنالك الکٰفرون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان اللہ یقبل توبة العبد ما لم یغرغر رواه احمد والترمذی وحسنه وابن ماجة والحاکم وابن حبان والبیهقی فی الشعب کلهم عن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما اب اگر وقت اول کہنا مانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع اُن احادیث صحیحہ کے اِس حدیث صحیح مفروض سے متناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو رد کئے بغیر چارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر مانتے ہیں تو آیت و احادیث سب حق و صحیح ٹھہرتے ہیں اور تناقض و تعارض بے تکلف دفع ہوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور پڑھا مگر کب اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا لہٰذا حکم شرک و نار برقرار رہا قال اللہ تعالیٰ حتی اذا ادرکه الغرق قال امنت انه لا اله الا الذی امنت به بنوا اسرائیل وانا من المسلمین ○ الئٰن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین ○ صورت اولیٰ ظاہر البطلان لہٰذا شق اخیر ہی لازم الاذعان اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی تو قطعاً یہی صورت واقع ہوئی اور وُہ ضرور قرین قیاس بھی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے قریب مرگ ہی جلوہ فرما ہوئے ہیں۔ اسی حالت میں کفار قریش سے وہ محاورات ہوئے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار باصرار دعوتِ اسلام فرمائی کفار نے ملتِ کفر پر قائم رہنے میں جان لڑائی آخر پچھلا جواب وُہ دیا کہ ابو طالب ملت جاہلیت پر جاتا ہے یہاں تک بات چیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اُٹھے غیب سامنے آیا اُس نار نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبر کالمعاینة اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں ڈوبتا سوار پکڑتا ہے اب لا الٰہ الا اللہ کی

قدر آئی کہنا چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لبوں کو جنبش ہوئی مگر بے سُود کہ وقت نکل چکا تھا انا للہ وانا الیه راجعون ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلمہ پڑھا اور قرآن و حدیث تو قطعاً سچے ہیں کہ حکم کفر بدستور رہا والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

سابعاً اس سے بھی درگزر لیے یہ بھی مانا کہ حالت غرغرہ سے پہلے ہی پڑھا ہے پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے دل کے حال کا عالم خدا ہے کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسکا فر بتائے تو ہم اُس کے کلمہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو ایمان زبان سے کلمہ خوانی کا نام نہیں جب دلوں کا مالک اُس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و اسلام نہیں آخر نہ سُنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر نشهد انك لرسول اللہ کہنے پر کیا ارشاد ہوا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ ان المنٰفقین لکٰذبون ○ غرض لاکھ جتن کیجیے آیت برأت سے برأت ملے یہ شدنی نہیں رہے گی یہاں آتش درکا سر کہ تبین لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ والعیاذ باللہ رب العلمین اللّٰهم ارحم الراحمین صل وسلم وبارك علی السید الامین الاٰتی من عندك بالحق المبین اللهم بقدرتك علینا وفاقتنا الیك ارحم عجزنا یا ارحم الراحمین اٰمین اٰمین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین لا اله الا اللہ عدة للقاء اللہ محمد رسول اللہ ودیعة عند اللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد واٰله اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین بحمد اللہ ازاحت شبهات سے بھی بروجہ احسن فراغ پایا وهناك شبه اخری اوهن واهون لم نوردها اذ لم تعرض ولم تعرف فلا نطیل الکلام بایرادها ولنطوها علی غرها لبعادها اب بقیہ سوال کا جواب لیجیے اور اس رسالہ میں جن ائمہ و علماء و کتب سے یہ مسئلہ ثابت کیا آخر میں اُن کے اسماء شمار کر دیجیے نہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہلی آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر خلاف سے ہاتھ اٹھائے لہٰذا

تین فصل کا وصل اور مناسب کہ تلک عشرۃ کاملہ جلوہ دکھائے۔

فصل ہشتم

جب ابوطالب کا کفر ادلّہ کا لنہار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار اگر اخبار ہے تو اللہ عزوجل پر افترا کفار کو رضائے الٰہی سے کیا بہرہ اور اگر دعا ہے کما ھو الظاھر تو دعا بالمحال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ استہزاء ایسی دعا سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہی فرمائی۔ کما فی الصحیحین وقد بیناہ فی رسالتنا ذیل المدعا لاحسن الوعا التی ذیلنا بھا رسالۃ احسن الوعاء لآداب الدعاء لخاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد علماء نے کافر کے لیے دعائے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اُس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے پھر دعائے رضوان تو اُس سے بھی ارفع و اعلیٰ فان السید قد یعفو عن عبدہ وھو عنہ غیر راض کما ان العبد یر بما یحب سیدہ وھو علی امرہ غیر ماض وحسبنا اللہ ونعم الوکیل امام محمد محمد حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں:

صرح الشیخ شہاب الدین القرافی المالکی بان الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبر بہ ولہٰذا قال المصنف وغیرہ ان کان مؤمنین۔ یعنی امام شہاب قرافی مالکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے کہ اللہ عز و جل نے جو خبر دی اُس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لیے منیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگادی کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وُہ مسلمان ہوں۔ پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ تقدم انہ کفر اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔

ردالمحتار میں ہے: الدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً ولتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت فالحق ما فی الحلیۃ۔

درمختار میں ہے: الحق حرمۃ الدعاء بالمغفرۃ للکافر حق یہ ہے کہ کافر کی

دعائے مغفرت حرام ہے۔

اسی طرح بحرالرائق میں ہے:

اقول وما نحا الیہ العلامۃ الشامی من عدم جواز عفو الکفر عقلاً فانما بتع فیہ الامام النسفی صاحب عمدۃ الکلام وشرذمۃ قلیلۃ من اھل السنۃ و الجمھور علی امتناعہ شرعاً وجوازہ عقلاً کما فی شرح المقاصد والسامرۃ وغیرھما وبہ تقتضی الدلائل فھو الصحیح وعلیہ التعویل فاذن الحق ما ذھب الیہ البحر وتبعہ فی الدر وتمام الکلام فی ھذا المقام فیما علقناہ علی رد المحتار۔

ہاں ابولہب و ابلیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور خونِ انصاف کرنا ہے ابوطالب کی عمر خدمت و کفالت و نصرت و حمایت حضرت رسالت علیہ وعلی الہ الصلاۃ والتحیۃ میں کٹی اور یہ ملاعنہ در پردہ و علانیہ درپے ایذا و اضرار رہے کہاں وُہ جس کا وظیفہ مدح و ستائش ہو اور کہاں وُہ شقی جس کا ورد ذم و نکوہش ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے مصروف مگر بتسخیر تقدیر نفع اسلام میں مصروف اور دوسرا مردود و متمرد و عدو و معاند ہمہ تن کسر بیضۂ اسلام میں مشغوف ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابوطالب پر تمام کفار سے کم عذاب ہے اور یہ اشقیا اُن میں ہیں جن پر اشد العذاب ہے ابوطالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ ملاعنہ اُن میں کہ لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل اُن کے اوپر آگ کی تہیں ہیں اور اُن کے نیچے آگ کی تہیں لَھُمْ مِنْ جَھَنَّمَ مِھَادٌ وَّمِنْ فَوْقِھِمْ غَوَاشٍ نیچے آگ کا بچھونا اور اوپر آگ کے لحاف سراپا آگ ہر طرف سے آگ والعیاذ باللہ رب العٰلمین بلکہ دونوں کا ثبوت کفر بھی ایک سا نہیں ابوطالب کے باب میں اگرچہ قول حق و صواب وہی کفر و عذاب اور اس کا خلاف شاذ و مردود و باطل و مطرود پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو اور ان اعداء اللہ کا کافر و ابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت کفر یکساں نہ عمل یکساں نہ سزا یکساں ہر جگہ

فرق زمین و آسمان سپہر ما تحت کہاں نسأل اللہ سلوک سوی الصراط و نعوذ باللہ من التفریط والافراط۔

فصل نہم

اُن ائمۂ دین و علمائے معتمدین کے ذکر اسمائے طیبہ میں جنھوں نے کفر ابی طالب کی تصریح و تصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری فمن الصحابۃ

۱۔ امیر المومنین صدیق اکبر ۲۔ امیر المومنین فاروق اعظم

۳۔ امیر المومنین علی مرتضیٰ ۴۔ حبر الامۃ سیدنا عبد اللہ بن عباس

۵۔ حافظ الصحابۃ سیدنا ابو ہریرہ ۶۔ صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی

۷۔ حضرت سیدنا عباس عم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۸۔ سیدنا ابو سعید خدری ۹۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری

۱۰۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق

۱۱۔ سیدنا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۲۔ حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

پہلے چھ حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور انس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد بیان فرماتے ہیں اور ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی ابلغ ہے **ومن التابعین** (۱۳) آدم آل عبا زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و کرم وجوہہم (۱۴) امام عطاء بن ابی رباح اُستاذ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلۂ ائمہ محدثین و مفسرین تابعین سے ہیں (۱۶) سعید بن محمد ابو السفر تابعی ابن التابعی ابن الصحابی نبیرہ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ومن تبع التابعین** (۱۸) عالم المدینۃ امام دار الہجرۃ سیدنا

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۹) محرر المذہب مرجع الدنیا فی الفقہ والعلم سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۰) امام تفسیر مقاتل بلخی (۲۱) سلطان اسلام خلیفۃ المسلمین جن کے آنے کی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بشارت دی تھی کہ منا السفاح ومنا المنصور ومنا المہدی ہمیں میں سے ہوگا سفاح اور ہمیں میں منصور اور ہمیں میں مہدی رواہ الخطیب وابن عساکر وغیرہما بطریق سعید بن جبیر عنہ قال السیوطی قال الذہبی اسنادہ صالح بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے رواہ کذلک الخطیب من طریق الضحاک عن ابن عباس و ابن عساکر فی ضمن حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفعاہ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعنی امام ابو جعفر منصور نبیرزادہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **ومن اتباع التبع ومن یلیہم** (۲۲) امام الدنیا فی الحفظ والحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (۲۳) امام اجل ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۴) امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (۲۵) امام ابو عبد اللہ بن یزید ابن ماجہ قزوینی یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبد اللہ بن المعتز کا ہے۔ **وممن بعدہم من المفسرین** (۲۶) امام محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی (۲۷) امام ابو اسحٰق زجاج ابراہیم بن السری (۲۸) جار اللہ محمود بن عمر خوارزمی زمخشری (۲۹) ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب بسیط و وسیط و وجیز (۳۰) امام اجل محمد بن عمر فخر الدین رازی (۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خوبی دمشقی مکمل الکبیر (۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابی الفتح سیرافی شنغار صاحب تقریب (۳۳) امام ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی (۳۴) امام علامۃ الوجود مفتی ممالک رومیہ ابو السعود بن محمد عمادی (۳۵) علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب تفسیر لباب شہیر بہ خازن (۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد محلی (۳۷) علامہ سلیمان جمل وغیرہم من یانی۔ **ومن المحدثین والشارحین** (۳۸) امام اجل احمد بن حسین بیہقی (۳۹) حافظ الشام ابو القاسم علی بن حسین بن ہبۃ اللہ دمشقی شہیر بابن عساکر (۴۰) امام

ابوالحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری (۴۱) امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن احمد سہیلی (۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (۴۳) امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم (۴۴) امام ابوالسعادات مبارک بن محمد ابی الکرم معروف بابن اثیر جزری صاحب نہایہ وجامع الاصول (۴۵) امام جلیل محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری (۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح مشکوٰۃ (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری (۴۸) علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی صاحب القاموس (۴۹) امام حافظ الشان ابوالفضل شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی (۵۰) امام جلیل بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی (۵۱) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی صاحب تنقیح الاصول (۵۲) امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (۵۳) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری (۵۴) علامہ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی (۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی (۵۷) علامہ زین العابدین عبدالرؤف محمد شمس الدین مناوی (۵۸) امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی (۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی اخباری (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحباب (۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملۃ والدین علی بن حسام الدین متقی مکی (۶۲) علامہ شہاب الدین احمد خفاجی شارح شفا (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی (۶۴) علامہ محمد حفنی محشی افضل القری (۶۵) علامہ طاہر فتنی مختصر نہایہ (۶۶) شیخ محقق مولانا عبدالحق بن سیف الدین بخاری دہلوی (۶۷) علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی مصری (۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین وغیرہم ممن مضی ویجئی ومن **الفقہاء والاصولیین** (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ (۷۰) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز (۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام (۷۲) امام جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ

(۷۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد ابن امیر الحاج حلبی (۷۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمٰن (۷۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح منیہ (۷۶) علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (۷۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر (۷۸) ملک العلماء بحرالعلوم عبدالعلی محمد لکھنوی (۷۹) علامہ سید احمد مصری طحطاوی (۸۰) علامہ سید محمد افندی ابن عابدین شامی وغیرھم ممن تقدم رحمہم اللہ تعالیٰ علماءنا جمیعا من تاخر منہم ومن تقدم آمین۔

فصل دہم

اُن کتابوں کے نام جن کی نقول دربارہ ابوطالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں:

کُتبِ تفسیر

۱۔ معالم التنزیل امام بغوی (۲) مدارک التنزیل امام نسفی (۳) انوار التنزیل امام بیضاوی (۴) ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم للمفتی العلامۃ العمادی (۵) کشاف حقائق التنزیل للزمخشری (۶) مفاتیح الغیب للامام الرازی (۷) تکملۃ المفاتیح للشمس الخونجی (۸) جلالین (۹) فتوحات الٰہیہ للشیخ سلیمٰن (۱۰) عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی للعلامۃ الشہاب (۱۱) معانی القرآن للزجاج (۱۲) فتوح الغیب للطیبی (۱۳) تقریب مختصر الکشاف للسیرافی (۱۴) بسیط للواحدی (۱۵) لباب التاویل فی معانی التنزیل للعلامۃ الخازن (۱۶) الاحکام لبیان ما فی القرآن من الابہام للعسقلانی۔

کتبِ حدیث

(۱۷) صحیح بخاری (۱۸) صحیح مسلم (۱۹) سنن ابی داؤد (۲۰) جامع ترمذی (۲۱) مجتبیٰ نسائی (۲۲) سنن ابن ماجہ (۲۳) مؤطا امام مالک (۲۴) مؤطا امام محمد (۲۵) مسند امام شافعی (۲۶) مسند امام احمد (۲۷) شرح معانی الآثار (۲۸) مشکوٰۃ المصابیح (۲۹)

تیسیر الوصول الی جامع الاصول (۳۰) جامع صغیر (۳۱) منہج العمال للامام المتقی (۳۲) کنز العمال لہ (۳۳) منتخب کنز العمال لہ (۳۴) مصنف عبد الرزاق (۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ (۳۶) مسند ابی داؤد طیالسی (۳۷) مسند اسحٰق بن راہویہ (۳۸) طبقات ابن سعد (۳۹) کتاب موسیٰ بن طارق ابوقرہ (۴۰) زیادات مغازی ابن اسحٰق لیونس بن بکیر (۴۱) صحیح ابن خزیمہ (۴۲) منتقی ابن زرود (۴۳) مسند بزار (۴۴) مسند ابی یعلی (۴۵) معجم کبیر طبرانی (۴۶) معجم اوسط لہ (۴۷) فوائد تمام رازی (۴۸) کامل ابن عدی (۴۹) کتاب الجنائز مروزی (۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شبہ (۵۱) کتاب ابی بشر (۵۲) فوائد سمویہ (۵۳) مستخرج اسماعیلی (۵۴) مستدرک حاکم (۵۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۵۶) سنن بیہقی (۵۷) دلائل النبوۃ (۵۸) سنن سعید بن منصور (۵۹) مسند فریابی (۶۰) مسند عبد بن حمید (۶۱) تفسیر ابن جریر (۶۲) تفسیر ابن المنذر (۶۳) تفسیر ابن ابی حاتم (۶۴) تفسیر ابو الشیخ (۶۵) تفسیر ابن مردویہ (۶۶) مغازی ابن اسحاق علی ما قررنا وحررنا۔

شروح حدیث

(۶۷) منہاج شرح مسلم للنووی (۶۸) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعینی (۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقسطلانی (۷۰) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للقاری (۷۱) تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی (۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر للعزیزی (۷۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی (۷۴) کواکب الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی (۷۵) مفہم شرح صحیح مسلم للقرطبی۔

کتب فقہ

(۷۶) ہدایہ (۷۷) کافی شرح الوافی کلاہما للامام النسفی (۷۸) فتح القدیر للمحقق (۷۹) کفایہ شرح ہدایہ (۸۰) حلیہ شرح منیہ للامام الحلبی (۸۱) غنیہ شرح منیہ للمحقق الحلبی (۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (۸۳) طحطاوی علی مراقی الفلاح للشرنبلالی (۸۴) رد المحتار علی الدر المختار

(۸۵) بنایہ شرح ہدایہ للعینی (۸۶) برہان شرح مواہب الرحمٰن کلاہما للطرابلسی۔

کتب سیر

(۸۷) مواہب لدنیہ و منح محمدیہ (۸۸) شرح مواہب للزرقانی (۸۹) صراط المستقیم للمجدد (۹۰) شرح صراط المستقیم للشیخ (۹۱) مدارج النبوۃ لہ (۹۲) خمیس للدیار بکری (۹۳) اسعاف الراغبین للصبان (۹۴) روضۃ الاحباب (۹۵) تاریخ ابن عساکر (۹۶) روض سہیلی (۹۷) امتاع الاسماع للمقریزی

کتب عقائد و اصول و علوم شتی۔

(۹۸) فقہ اکبر للامام الاعظم (۹۹) شرح المقاصد للعلامۃ الماتن (۱۰۰) اصابہ فی تمییز الصحابہ للامام ابن حجر (۱۰۱) مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للامام السیوطی (۱۰۲) افضل القری لقراء ام القری للامام ابن حجر (۱۰۳) شرح الشفا لعلی القاری (۱۰۴) نسیم الریاض للخفاجی (۱۰۵) حفنی شرح الہمزیہ (۱۰۶) مجمع البحار للفتنی (۱۰۷) فواتح الرحموت لبحر العلوم (۱۰۸) التقریر والتحبیر فی الاصول للعلامۃ ابن امیر الحاج (۱۰۹) نہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر (۱۱۰) شرح تنقیح الفصول فی الاصول کلاہما للقرافی (۱۱۱) ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی للحافظ المحب الطبری

تذییل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی:

(۱۱۲) شرح عقائد نسفی (۱۱۳) شرح عقائد عضدی (۱۱۴) سیرت ابن ہشام (۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن (۱۱۶) میزان الاعتدال (۱۱۷) تقریب التہذیب (۱۱۸) تقریب امام نووی (۱۱۹) تدریب امام سیوطی (۱۲۰) مسلم الثبوت (۱۲۱) درمختار (۱۲۲) تاریخ الخلفاء (۱۲۳) تحفہ اثنا عشریہ (۱۲۴) صحیح ابن حبان (۱۲۵) القاب شیرازی (۱۲۶) استیعاب

ابوطلم (۱۲۷) معرفۃ الصحابہ لابی نعیم (۱۲۸) مسند الفردوس دیلمی (۱۲۹) خادم الامام بدرالدین الزرکشی (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی

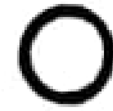
ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان آمین آمین الحمد للہ علی الاختتام ونسألہ حسن الختام۔ پہلے یہ سوال بدایوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجز رسالہ چند ورق کا لکھا اور اُس کا نام معتبر الطالب فی شیون ابی طالبؓ رکھا اب کہ دوبارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا تقاضا فرمایا حسبِ حالت راہنہ و فرصت حاضرہ شرح و بسط کافی کو کام میں لایا اور اُسے اُس اجمالِ اول کی شرح بنایا نیز شرح مطالب و تسکین طالب میں بحمد اللہ تعالیٰ حافل و کامل پایا لہٰذا شرح المطالب فی مبحث ابی طالبؓ ۱۳۱۶ھ اس کا نام رکھا اور یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام والحمد للہ ولی الانعام وافضل الصلاۃ واکمل السلام علیٰ سیدنا محمد ھادی الانام وعلیٰ آلہ وصحبہ الغر الکرام وعلینا بہم ولہم الیٰ یوم القیام آمین یاذا الجلال والاکرام واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں

تصدیقات

یوں تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کا رسالہ مبارکہ شرح المطالب بھی ان کی دیگر تصانیف کی طرح اپنے موضوع پر عرشِ تحقیق کا حامل اور حرفِ آخر ہے لیکن بعض حضرات کے مخصوص اندازِ فکر کے باعث ہم نے مناسب جانا کہ موجودہ بعض علمائے اہلسنت کی گرامی قدر آراء اور تصدیقات حاصل کر کے اس رسالے کے ساتھ شامل کر دیں۔ چنانچہ مفتیانِ عظام کی خدمت میں جو استفتاء پیش کیا گیا، پہلے ہم اسے نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد علمائے کرام کے جوابات ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں وباللہ التوفیق۔



۶۸۶
۹۲

استفتاء

حضرات علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین کی خدمت میں التماس ہے کہ اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ مبارکہ "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب" میں تین آیات، پندرہ احادیث اور اسّی صحابۂ کرام وتابعین عظام وعلمائے اسلام کے ایک سو پچاس اقوال سے اس امر کی تحقیق فرمائی ہے، کہ نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے شفیق چچا یعنی ابوطالب کا آخری وقت تک دولتِ اسلام وایمان سے بہرہ در ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر دریافت طلب یہ امور ہیں کہ:-

۱ —— کیا آپ مجددِ مأتہ حاضرہ قدس سرہٗ کے مذکورہ مؤقف سے متفق ہیں؟

۲ —— اگر خدانخواستہ آپ مذکورہ مؤقف سے متفق نہیں تو فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ دلائل وبراہین کا آپ کے پاس جواب کیا ہے؟

۳ —— اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اختلاف کی صورت میں آپ کے مؤقف کی بنیاد کونسی قطعی الدلالت آیت یا کونسی یقینی الافادہ حدیث پر ہے بینوا توجروا۔

المستفتی:- اختر شاہجہانپوری مظہری عفی عنہ
لاہور

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ
۱۹ دسمبر ۱۹۷۵ء

(۱)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ مبارکہ مسمیٰ "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب" دلائل وبراہین سے مملو ہے۔ جو کچھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی ہے، وہی حق ہے۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف۔ لاہور

(۲)

الجواب وباللہ التوفیق۔ ہمارا مسلک اعلیٰ حضرت کا اتباع ہے اور احادیثِ صحیحہ جن کو میں پڑھاتا ہوں، ان میں بکثرت عدمِ ایمانِ ابوطالب مذکور ہے اور ان کے ایمان لانے پر کوئی حدیث صحیح دال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الفقیر عبدالمصطفیٰ الازہری غفرلہٗ
کراچی

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر نے رسالہ مبارکہ شرح المطالب اوّل تا آخر تقریباً بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اس رسالہ میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امامِ اہلسنت، مولانا الشیخ الشاہ احمد رضا خاں قدس سرہٗ نے آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، ارشاداتِ صحابہ وتابعین وتبع التابعین اور اقوالِ ائمہ وعلمائے دین سے مہرِ نیم روز اور ماہِ نیم ماہ کی طرح مبیّن ومبرہن کر دیا ہے کہ ابوطالب کی حضورِ پرنور، رحمتِ مجسّم، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انتہائی شفقت اور حضور کی کفالت اور نصرت واعانت امرِ مسلّم ہے۔ مگر بایں ہمہ انہیں ایمانِ شرعی کی توفیق نہیں ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی تمنا اور آرزو کے باوجود انہوں نے آخری دم حالتِ نزاع میں بھی کلمہ طیبہ پڑھنے سے انکار کر کے نار کو عار پر اختیار کیا۔ یہی قول بلاشک وشبہ حق وصواب ہے اور اس کا خلاف شاذ ومردود

اور باطل و مطرود ہے۔

امامِ اہلسنت نے ایمان ابی طالب کے مدعیوں کے تمام مفروضہ اور مخترعہ عقلی و نقلی دلائل کا ایسا قلع قمع فرما دیا ہے کہ اب منصف مزاج کے لیے تسلیم و اعتراف کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے دلائل و براہین کی روشنی میں اس امر کو بھی واضح کر دیا ہے کہ اگرچہ ابوطالب کا ایمان کسی قطعی یقینی دلیل سے ثابت نہیں ہے تاہم ابوطالب اور ابولہب کے کفر میں فرق ہے۔ ابولہب اور اس کے امثال اشقیاء کے لیے اشد العذاب ہے اور ابوطالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں۔ ابولہب کا کافر اور جہنمی ہونا ضروریاتِ دین سے ہے مگر ابوطالب اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو۔

اعلیٰ حضرت کی ان تحقیقاتِ عالیہ کے بعد اب کسی صحیح العقیدہ سُنّی بالخصوص رضوی کے لیے جدید تحقیق کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ یہ تحقیق نہیں بلکہ تخریب ہے، جس سے جماعت میں انتشار پھیلنے کا خطرہ ہے۔ نہایت ہی قابلِ افسوس تو یہ ہے کہ جو لوگ عربی عبارت صحیح طور پر لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، صحیح ترجمہ نہیں کر سکتے اور ایمانِ ابی طالب (کتاب) میں جو عبارات اِدھر اُدھر سے سرقہ کر کے نقل فرمائی ہیں، ان کے اعراب تک درست نہیں کر سکے اور دعویٰ محققِ اعظم ہونے کا کر رہے ہیں، فقیر ان محققین کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ دنیا روزے چند عاقبت کار با خداوند، محض سستی شہرت حاصل کرنے یا حطامِ دنیوی جمع کرنے کے لیے ایسے نازک اور اہم دینی مسائل پر قلم اٹھانے کی جرأت نہ کریں اور اگر تصنیف و تالیف کا شوق ہی ہے تو کم از کم کسی ذمہ دار مستندِ عالمِ دین کی طرف مراجعت کر لیا کریں۔ اگر خود استطاعت نہیں تو کسی عربی درس گاہ کے طالب علم سے عباراتِ منقولہ تو صحیح کروا لیا کریں، تاکہ اہلِ علم کی نظر میں تضحیک کا نشانہ تو نہ بننا پڑے۔

دیانت داری سے مسائل غیر منصوصہ میں اختلافِ رائے کی گنجائش ہوتی ہے مگر اپنے گریبان میں جھانک کر یہ بھی غور فرمائیں کہ آپ کون ہیں اختلاف کرنے والے

اور آپ کی علمی حیثیت کیا ہے اور کس سے اختلاف کر رہے ہیں؟ جناب والا! کتاب و سنت کی تصریحات اور اجماعِ اہلسنت کے بعد اب چودھویں صدی کے کسی برخوردار یا مست کا قول کیا وقعت رکھتا ہے؟ اعلیٰ حضرت کے اس رسالہ مبارکہ کے پڑھنے کے بعد آپ کو اپنے موقف سے فوراً رجوع کرنا چاہیئے اور کفرِ ابی طالب کے قائلین پر آپ نے جو تبرا کیا ہے، اس سے بصدقِ قلب توبہ اور استغفار کرنی چاہیئے، یہ چند کلمات بطور نصیحت اور خیر خواہی سپردِ قلم کیے گئے ہیں اور ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے یھدی من یشآء الی صراط مستقیم وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین

حررہٗ الفقیر ابوالفضل غلام علی غفرلہٗ ولوالدیہ والمشائخہٖ
ناظمِ اعلیٰ وخادم العلم الشریف۔ جامعہ حنفیہ دارالعلوم، اشرف المدارس۔
اوکاڑہ۔ پاکستان

(۴)

۷۸۶
۹۲

الجواب۔ بفضلہٖ تعالیٰ فقیر مجددِ مأتہ حاضرہ، اعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی کی تحقیقِ انیق سے پوری طرح متفق ہے۔ ان کے آیات و احادیث اور اقوالِ صحابہ و تابعین و اکابر علمائے امت پر مبنی موقف سے نہ کوئی اختلاف کر سکتا ہے۔ نہ ان دلائل قاہرہ کا کوئی توڑ پیش کر سکتا ہے۔ اتنے دلائل اور ایسے عظیم شواہد کے مقابلے میں بعض اقوال کا سہارا لینا شانِ علم و تحقیق کے سراسر منافی ہے اور مصنفِ ایمانِ ابی طالب کی بیجا کوشش جماعتی تفرقہ کا موجب، علم و تحقیق کا منہ چڑانے اور چھوٹا منہ بڑی بات کہنے کا مصداق ہے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت کی واضح تحقیقات کی موجودگی میں اس شخص کا جگہ جگہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اسمِ گرامی کے ناجائز استعمال سے غلط تاثر دینا شرم ناک ستم ظریفی ہے

بہرحال فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات حرفِ آخر ہیں اور یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیقِ انیق کے مقابلے میں جن حضرات کے بعض اقوال کا سہارا لیا جاتا ہے اگر وہ حضرات اپنی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت کی تحقیقاتِ عظیمہ و تصریحاتِ جلیلہ ملاحظہ فرماتے تو یقیناً اپنے اقوال سے رجوع کا اعلان کرتے۔ کیوں نہ ہو۔ ؎

ملکِ سخن کی شاہی، تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آ گئے ہو، سکّے بٹھا دیے ہیں

الفقیر ابو داؤد محمد صادق غفرلہٗ

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ۔ گوجرانوالہ

(۵)

الجواب۔ فقیر کو اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، سیدنا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ کی تحریر پر اعتماد ہے۔ آپ نے جو کچھ مسئلہ ہٰذا کے متعلق لکھا ہے، صحیح اور حق ہے۔ فقط

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہٗ

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ — بہاول پور

(۶)

الجواب۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت نے اپنے مبارک رسالہ میں جو تحقیق فرمائی کہ ابوطالب آخری دم تک دولتِ ایمان سے بہرہ ور نہیں ہُوا تھا۔ ہمارا بھی اس پر اتفاق ہے۔ مزید برآں کہ تفسیر صاوی میں ہے:-

ثم مات فاتی علی ابنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال عمک الضال قد مات فقال لہ اذھب فوارہ وما تقدم منہ انہ لم یؤمن حتی مات ھو الصحیح

کشف المحجوب میں ہے: مستدل از ابوطالب عاقل تر کجا شد و دلیل از محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزرگ تر نہ چوں جریان حکم ابوطالب بر شقاوت بود دلالت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُو را سود نداشت۔

افضل الفوائد میں ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ابوطالب نے جو کچھ ممکن تھا کیا لیکن چونکہ اس کی قسمت میں اسلام نہ تھا، اس لیے اس نعمت سے محروم رہا۔ بعد ازاں فرمایا کہ ابتدا میں جنابِ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہتیری کوشش کی کہ ابوطالب ایمان لائیں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ تھی، وہ کوشش بے فائدہ رہ گئی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

محمد مختار احمد غفرلہٗ

۳۰ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ — خادم دار العلوم قادریہ رضویہ۔ لائل پور

(۷)

الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب

محمد ولی النبی عفی عنہ

(۸)

الجواب۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین، سیدی امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کی مسئلہ مذکورہ کے متعلق تحقیق کے ساتھ فقیر کو پورا اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ

مدرسہ امینیہ رضویہ۔ محمد پورہ۔ لائل پور

(۹)

الجواب۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ اما بعد۔ جس مسئلہ کو اس صدی کے مجدد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمہ نے تین آیاتِ قرآنیہ، پندرہ احادیث نبویہ (صلی اللہ علیٰ صاحبہا) اور اسّی صحابہ کرام و تابعین عظام و علمائے اعلام (علیہم الرضوان) کے ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں محقق و مدلل و مبرہن فرمایا ہو۔ اس کے حق و صواب ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہٗ

ہجویری مسجد۔ جناح کالونی۔ لائل پور

(۱۰)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحقیق اور ان کا مسلک درست ہے

محمد حسین نعیمی

جامعہ نعیمیہ۔ لاہور

(۱۱)

الجواب ھو الموفق للصواب۔ ابوطالب کے بارے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کا مسلک صحیح ہے اور یہی جمہور اہلسنت کا موقف ہے، اور یہی ہمارا مختار ہے۔

غلام رسول سعیدی غفرلہٗ

جامعہ نعیمیہ۔ لاہور

(۱۲)

مجھے فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے کلی اتفاق ہے

۱۔ محمد مہر الدین غفرلہٗ

۲۔ عبد القیوم ہزاروی غفرلہٗ

خادم جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

۳۔ محمد عبد الحکیم شرف قادری

(۱۳)

ما قال امام اھل السنۃ والجماعۃ العلامۃ الشاہ احمد رضا خان البریلوی فھو حق واجب الاتباع فمن خالفہ خالف اھل السنۃ والجماعۃ۔

گل احمد عتیقی

۲۶ ر ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

(۱۴)

فقیر کو حضور سیدنا امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت علیہ رحمۃ واسعۃ کی تحقیق شریف سے اتفاق ہے۔

فقیر محمد عنایت اللہ سگِ غوثِ اعظم

(سانگلہ ہل)

(۱۵)

الجواب۔ ھو الموفق للصواب۔ سوال مذکور میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیقِ ایمانِ ابوطالب کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی شخص کی تحقیق نہیں بلکہ موجودہ تمام محققین اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چین ہیں اور جن لوگوں نے ان کی تصنیفات کا مطالعہ فرمایا۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ جس مسئلے پر قلم اٹھاتے ہیں۔ اسے تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑتے اور یہ مسئلہ تو جمہور محققین نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

نہ جانے بعض لوگوں نے اس مسئلہ میں کیوں مخالفت شروع کر دی ہے۔ اگر مخالفین یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں خاندانِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء سے زیادہ محبت ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت کی خاندانِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے محبت عرب وعجم میں ضرب المثل بن چکی ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ایک ایک شعر حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ واہل بیت وخدام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت سے لبریز ہے۔ اس لیے سوائے اختلاف برائے اختلاف یا ضد کے اختلاف کا کوئی جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے بندہ کا مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مسلک کے عین مطابق ہے اور اسی کو بندہ حق سمجھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

فقیر ابوالبدر محمد شمس الزمان غفرلہٗ

خادم غوث العلوم۔ سمن آباد۔ لاہور

۲۶ ر صفر المظفر ۱۳۹۶ھ

۲۷ ر فروری ۱۹۷۶ء

(۱۶)

الجواب ھو الموفق للصواب ۔ فقیر کو ویسے تو اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے ساتھ عقیدت ہے کہ بلا تامل تصدیق کی جائے لیکن آپ کا رسالہ بھی سُن لیا، لہٰذا آپ کے پیش کردہ ارشادات کو تہ دل سے یقین کرتے ہوئے کلیۃً آپ کے ساتھ اس مسئلہ میں اتفاق ہے۔

سید جلال الدین شاہ
شیخ الحدیث جامعہ بھکی شریف ۔ ضلع گجرات

(۱۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایمانِ ابو طالب کے متعلق اعلیٰحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے موقف کو مدلل بیان فرما دیا ہے۔ اُن کی تحقیق میری تصدیق کی محتاج نہیں ہے۔ البتہ یہ واضح ہے کہ یہ مسئلہ نہ ضروریاتِ دین سے ہے نہ ضروریاتِ مذہب اہلسنت سے اور نہ اُن کا کفر ابولہب وغیرہ کفار کی طرح ہے بلکہ دلائل بھی یکساں نہیں ہیں، خود اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ: "اگرچہ قولِ حق و صواب وہی کفر و عذاب" الخ۔ بنا بریں فریقین پر طعن و تشنیع بہت غیر مناسب اور قائلینِ تکفیر پر تبرا ظلمِ عظیم، خصوصاً اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کی تحقیق پر عامیانہ انداز میں تنقید تو کسی طرح بھی درست نہیں ...... واللہ اعلم

سید محمود احمد رضوی مدیر رضوان
۱۳۔ جولائی ۱۹۷۶ء
